442

نمکدانِ ظرافت

دلچسپ اخلاقی لطیفوں

کا

مجموعہ

فیروز سنز - پرنٹرز اینڈ پبلشرز لاہور

قیمت ۹ آنے ۱۰ پائی

منظور شدہ بموجب سرکلر نمبر ۲۱۳۹۰ مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۱ء

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

خوشِ باش دمے کہ زندگانی این است

نمکدانِ ظرافت

پانسو سے زائد مہذب لطیفوں کا مجموعہ

فیروز سنز۔ پرنٹرز اینڈ پبلشرز۔ لاہور

بار سوم — سنہ ۱۹۴۲ء — قیمت ۱۳ آنے ۹ پائی

Rashid Ashraf
zest70pk@gmail.com

www.wadi-e-urdu.com

Source: Sunday Old Book Bazar, Karachi

February 2015

نمکدانِ ظرافت

(۱)

گنیش داس پرشوتم کی ملاقات کو آیا تو دیکھا کہ وہ مکان کے پختہ فرش کے شگاف میں روپے ڈال رہا تھا۔

گنیش۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ پاگل تو نہیں ہو گئے؟

پرشوتم۔ اس شگاف میں ایک اٹھنّی چلی گئی تھی۔ جو نکل نہیں سکتی۔ اب صرف ایک اٹھنّی کے لئے کون فرش کھُدوائے۔ اِتنی محنت اَور خرچ حماقت ہے۔ اِس لئے شگاف میں

اور روپے ڈال رہا ہوں ۔

— ۲ —

امیر تیمور کے پاس ایک اندھا بھیک مانگنے آیا۔ تیمور نے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے؟ کہا "دولت" تیمور نے ہنس کر کہا "دولت بھی اندھی ہے؟" فقیر نے جواب دیا "حضور! اندھی نہ ہوتی تو آپ کے گھر کیسے آتی؟"

— ۳ —

بی رحیمن نے کسی کشمیری کا معصوم لڑکا پیدا ہوتے ہی گود لے لیا۔ ہمسائی سُن کر مُبارک باد دینے آئی۔ اور بولی۔ بہن رحیمن! تم کشمیری زبان سیکھو۔ رحیمن نے حیران ہو کر پُوچھا۔ کیوں؟ ہمسائی نے جواب دیا۔ جب یہ لڑکا بولنے لگے گا تو تم اُس کی زبان کیوں کر سمجھ سکو گی ۔

— ۴ —

پادری۔ اچھا تو تم نے چند لڑکوں کو اتوار کے دن مچھلی کا شکار کھیلتے دیکھا۔ اور اُنہیں باز رکھا۔ آفرین صد آفرین ۔

لڑکا۔ جی ہاں! میں نے اُن کی بنسی اور کانٹا چُرا لیا تھا ۔

— ۵ —

جارج۔ کیا تمہاری بیوی یہ چاہتی ہے کہ تم اُسے روز خط بھیجو؟

چارلس۔ جی نہیں وہ خط نہیں چاہتی۔ نوٹ چاہتی ہے ۔

— ۶ —

اکبر۔ جو کچھ ہر روز ہوتا ہے۔ میں اپنی بیوی کو بتا دیتا ہوں۔ مجھے اُس سے بہت پیار ہے ۔

اصغر۔ یہ کونسی بات ہے۔ میں تو اپنی بیوی کو ہر روز وہ باتیں بتاتا ہوں جو نہیں ہوتیں ۔

— ۷ —

مجسٹریٹ۔ ایک ہفتہ قید یا تیس روپے ۔

مُلزم۔ سرکار! مجھے تیس روپے ہی مل جائیں۔ قید درکار نہیں ۔

— ۸ —

سپاہی۔ حضور میری شہادت یہ ہے کہ مُلزم زور زور سے تانگے والے کو گالیاں دے رہا تھا ۔

مجسٹریٹ۔ پھر اِس سے یہ تو ثابت

نہیں ہوتا کہ ملزم شراب کے نشے میں تھا۔
سپاہی۔ مگر حضور اس وقت وہاں کوئی
تانگے والا یا تانگہ نہ تھا۔

(۹)

لڑکی۔ اماں! کیا مچھلیاں بھی دریائی مدرسوں
میں پڑھنے جاتی ہیں؟
ماں۔ ہاں بیٹی! وہ بھی پڑھنے جاتی ہیں۔
لڑکی۔ اور جب اُستانی مچھلی کانٹے یا جال
میں پھنس جاتی ہے۔ تو پھر کیا ہوتا ہے؟

(۱۰)

ماسٹر۔ دیکھو لڑکو! بولنے لگو تو پہلے سوچو۔
ضروری بات ہو تو دل میں پچاس تک گن کر
بولو۔ اور اگر بہت ضروری ہو تو سو تک۔
لڑکے۔ بہت اچھا ماسٹر جی۔
دوسرے دن جب ماسٹر جی انگیٹھی کی طرف
پشت کرکے اُس کے قریب کھڑے تھے۔
تو اُنہوں نے دیکھا کہ تمام جماعت کے ہونٹ
جلد جلد ہل رہے ہیں۔ آخر جب وہ سو
تک گن چکے تو بولے "ماسٹر جی! آپ کا
کوٹ پیچھے سے جل رہا ہے"۔

(۱۱)

کلّو۔ سُنا ہے۔ تمہاری کوٹھڑی کو آگ
لگ گئی تھی۔ اور تم بال بال بچ گئے۔
ولی۔ یہ جھوٹ ہے۔ میرا تمام جسم
بچ گیا۔

(۱۲)

دُکاندار۔ یہ اس قسم کا سگرٹ ہے۔
کہ آپ ہر ایک کو دے سکتے ہیں۔
خریدار۔ لیکن میں ایسا سگرٹ چاہتا ہوں
کہ خود ہی پیوں اور کسی کو نہ دوں۔

(۱۳)

پروفیسر۔ (جماعت کی طرف مخاطب ہوکر)
اب میں تمہیں مینڈک کی اندرونی ساخت
دکھاؤں گا۔ یہ کہہ کر پروفیسر نے جیب
سے ایک پارسل نکالا۔ کھولا تو اُس میں
کیک کا ٹکڑا تھا۔
پروفیسر۔ ارے کیک تو میں نے تھوڑی
دیر ہوئی۔ کھا لیا تھا۔ پھر مینڈک کہاں
گیا۔ اور کیک کہاں سے آ گیا؟

(۱۴)

نیا ممبر۔ میں آپ کو پانچ روپے قرض

کیوں کر دُوں - مَیں تو آپ کو نہیں جانتا ۔
پُرانا ممبر - جبھی تو مَیں قرض مانگتا ہُوں - کہ آپ مجھ کو نہیں جانتے ۔

(۱۵)

بچّہ - ابّا آج کیا کل آئندہ ہے ؟
باپ - نہیں بیٹا - آج کل آئندہ کیوں کر ہو سکتا ہے ۔
بچّہ - وہ آپ جو کہتے تھے ۔
باپ - مَیں نے کب کہا تھا ؟
بچہ - کل کہا تھا ۔
باپ - ہاں ! تو مَیں نے سچ کہا تھا - آج کل گزشتہ کو کل آئندہ تھا - لیکن آج ہے آج - آج جس طرح کل جو گزر گیا ہے - کل آئندہ تھا - اُسی طرح کل جو آگے آئے گا - کل گزشتہ ہو جائے گا - جس کے یہ معنی ہیں - کہ آج کل گزشتہ بھی ہے - اور کل آئندہ بھی ۔
بچّہ - (گھبرا کر) ابّا ! کل کل نہ کرو - نہیں تو امّاں ماریں گی ۔

(۱۶)

خاوند - کانسٹیبل ! مہربانی فرما کر مجھے حکم دو

کہ مَیں یہاں سے ہٹ جاؤں - میری اہلیہ صاحبہ مجھے اِس دُکان کے باہر کھڑا کر کے کہ گئی تھیں کہ یہیں رہنا - تین گھنٹے ہو گئے - اور ابھی تک نہیں آئیں - اور مَیں یہاں کھڑا ہُوں ۔

(۱۷)

میاں - تم بھی عجیب عورت ہو - آج پھر تم نے کپڑا اُدھار خریدا ہے - خدا کے لئے یہ بتاؤ - قیمت کہاں سے لاؤں گا ؟
بیوی - مردوے ! ہوش کی دوا کر - کیا مَیں تیری مشیرِ مال ہُوں ؟

(۱۸)

ایک کالی کلوٹی بینگن لوٹ لیڈی ایک دُکان پر گئی - اور سکن کلر (کھال کے رنگ کی) جرّابیں مانگیں - دُکان دار نے سیاہ رنگ کی جرّابیں پیش کیں ۔
لیڈی - (جل کر) سکن کلر جرّابیں چاہئیں ۔
دُکاندار - (مؤدّبانہ لہجے میں) اگر آپ کو اپنے لئے مطلوب ہیں - تو یہی رنگ موزوں ہو گا ۔

(۱۹)

مانیٹر۔ محمود اور حمید! تم کس کی اِجازت سے بول رہے ہو۔ میں تمہاری رپورٹ کر دُوں گا ÷

مانیٹر۔ (پھر دوبارہ) حمید اور سلیم! تم بول رہے ہو۔ میں نے تمہارا نام نوٹ کر لیا ہے ÷

حمید۔ بھائی! معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں الجبرا نہیں آتا۔ ورنہ تم میرا نام جو محمود اور سلیم کے درمیان کومن (مشترک) ہے۔ ضرور کاٹ دیتے ÷

(۲۰)

وزیر احمد۔ (اپنے چھوٹے بھائی سے) تصویر احمد! کیا تم بتا سکتے ہو کہ اگر ہفتے کے دِنوں میں سے اتوار نکال دیں تو باقی کے دِن رہ گئے؟

تصویر احمد۔ نا بھائی! اتوار کو تو ہم نہیں نکال سکتے۔ یہی تو ایک دِن چھٹی کا ہے۔ اتوار کی بجائے جمعہ کو نکال دو۔ کیونکہ جمعے کے دِن اماں زبردستی ہمیں نہلاتی ہیں ÷

(۲۱)

زید۔ آپ مجھے پاگل کہتی ہیں۔ کیا میں پاگل ہوں؟

بہن۔ پاگلوں کے سر پر سینگ تو نہیں ہوتے ÷

زید۔ (بھولے پن سے) آپا! ہمارے گھر میں تو کسی کے سر پر بھی سینگ نہیں۔ کیا سب پاگل ہیں؟

(۲۲)

ماسٹر۔ لڑکو! کیا تم بتا سکتے ہو کہ کونسی چیز تمہیں میرا ادب کرنے پر مجبور کرتی ہے ÷

ایک لڑکا۔ جناب چھڑی۔ جو ہر وقت آپ کے ہاتھ میں رہتی ہے ÷

(۲۳)

ایک بادشاہ اَور اُس کا شہزادہ شکار کو چلے جا رہے تھے۔ پیچھے پیچھے دربار کا مسخرا تھا۔ تیز گرمی کی وجہ سے بادشاہ اور شہزادہ دونوں نے اپنے اپنے لبادے اُتار کر مسخرے کے کندھے پر ڈال دیئے۔ کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے مُسکرا کر مسخرے سے کہا "تمہارے اوپر ایک گدھے کا بوجھ ہے"۔ مسخرے نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا "بلکہ جہاں پناہ! دو گدھوں کا" ÷

(۲۴)

موہن۔ اماں! یہ سراسر غلط ہے کہ جو وقت گزر جاتا ہے۔ پھر واپس نہیں آتا ÷

ماں ۔ وہ کیونکر بیٹا؟

موہن ۔ کیونکہ میرا اسکول جانے کا وقت ہر روز صبح نو بجے واپس آ جاتا ہے۔

(۲۵)

اُستاد نے لڑکوں کو نصیحت کی کہ بچو! تمہیں ہر کام کے لئے کم از کم دس منٹ پیشتر تیار ہو جانا چاہئے۔ سعید نے جس کے سپرد گھنٹی بجانے کا کام تھا۔ وقت سے دس منٹ پہلے گھنٹی بجا دی۔ اُستاد نے گھڑی دیکھ کر کہا۔ "سعید! یہ تم نے کیا کیا؟ ابھی تو دس منٹ باقی ہیں"۔ سعید نے کہا "جناب! اب ہمارا کھیل کا گھنٹہ ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق ہم کو وقت سے دس منٹ پہلے کھیل کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

(۲۶)

آقا ۔ (خفا ہو کر) میں کہتا ہوں کہ فوراً سے پہلے کمرہ خالی کردو۔

نوکر ۔ (مؤدب ہو کر) بہت بہتر حضور! مگر دریاں وغیرہ اُٹھانے سے گرد اور غبار اُٹھے گا۔ آپ باہر تشریف لے جائیں۔ ابھی کمرہ خالی ہوا جاتا ہے۔

(۲۷)

مولوی صاحب ۔ (کڑک کر) لڑکو! تم ہر وقت شرارتیں کرتے رہتے ہو۔ تمہیں ماں باپ کس واسطے مکتب میں بھیجتے ہیں؟

لڑکے ۔ (چلّا کر) جناب! خرید و فروخت سیکھنے کو۔

(۲۸)

لڑکا ۔ اماں! دیواروں میں اتنی بڑی بڑی کھڑکیاں کیوں ہیں؟

ماں ۔ تاکہ تازہ ہوا کھلے طور پر بے روک ٹوک آسکے۔

لڑکا ۔ چھت سے کیا ہوا نہیں رُکتی۔ سب سے پہلے چھت کو ہٹانا چاہئے۔ بلاؤں محلے والوں کو؟

(۲۹)

لڑکا ۔ (مہاتما گاندھی جی کو دیکھ کر) واہ ابا! واہ۔ آپ بھی جھوٹ بولنے لگے۔ اماں آپ کو ماریں گی۔

باپ ۔ کیوں بیٹا! کیا ہوا؟

لڑکا ۔ آپ تو کہتے تھے کہ تمام ہندوستان میں گاندھی جی سے بڑا آدمی کوئی نہیں۔

اور یہ تو آپ کی بغل میں آتے ہیں ؎

(۳۰)

ایک شاعر اور اُس کی زبان دراز بیوی شارع عام میں کھڑے لڑ رہے تھے۔ سپاہی اُنہیں پکڑ کر مجسٹریٹ کے رُو برُو لے گیا۔ دونوں نے اس طرح بیان دئے:۔

بیوی۔ حضور! اس نے مجھے جھنجھوڑا ؎

میاں۔ اور اس نے مجھے رسّی کی طرح مروڑا ؎

بیوی۔ اس نے میرا سر پھوڑا ؎

میاں۔ اور اس نے میرا مُنہ توڑا ؎

بیوی۔ اگر مُنہ توڑا تو کس نے جوڑا۔ جھوٹ بکتا ہے نگوڑا ؎

میاں۔ توبہ توبہ عورت ہے کہ زہر میں بجھا ہُوا کوڑا یا بندوق کا توڑا! ؎

بیوی۔ دیکھئے۔ اب بھی نہیں ٹلتا یہ شیطان کا گھوڑا ؎

مجسٹریٹ۔ (گھبرا کر) جاؤ بابا! مَیں نے تم دونوں کو چھوڑا ؎

(۳۱)

پیٹھے شاہ۔ بھائی مچکو شاہ! کدھر سے آ

رہے ہو؟

مچکو شاہ۔ اسٹیشن سے آ رہا ہُوں۔ بیوی کو میکے بھیجا ہے۔ ریل پر بٹھانے گیا تھا۔ وہ تین مہینے میکے میں رہے گی۔ مجھے تین مہینے کی چھٹی مل گئی ہے ؎

پیٹھے شاہ۔ مگر بھائی! آپ کے ہاتھ کیوں سیاہ ہو رہے ہیں؟

مچکو شاہ۔ ذرا انجن کو شاباش دی تھی۔ اور اُس کی پیٹھ ٹھونکی تھی ؎

(۳۲)

مشین والا۔ لاؤ پیر شتر لب شاہ صاحب! قسط نکالو۔ دو دن اوپر ہو گئے ہیں ؎

شتر لب شاہ۔ کیسی قسط؟ سلائی کی مشین فروخت کرتے وقت تم نے کہا تھا کہ تین مہینے میں مشین اپنی قیمت ادا کر دے گی۔ مجھ سے کیوں مانگتے ہو۔ مانگو مشین سے ؎

(۳۳)

ماسٹر۔ (جغرافیہ پڑھاتے ہُوئے) بچّو! یاد رکھنا۔ شملہ صحت افزا مقام ہے۔ اور اِس لئے مشہور ہے کہ موسمِ گرما کا صدر

مقام ہے ۔

طالبِ علم ۔ موسم گرما کیسا مُلک ہے ۔ اور کس برِّ اعظم میں واقع ہے ؟

(۳۴)

جمیلہ ۔ (ایک بد صورت خادمہ سے) کریمن ! یہ لو آئینہ دیکھو ۔ اس میں تمہیں چڑیل نظر آئے گی ۔

کریمن ۔ (آئینہ دیکھ کر) اے تو یہ کتنی بھونڈی شکل ہے ۔ اے بی بی تمہیں ڈر نہیں آتا ۔ ہر روز اس نگوڑی کالی کلوٹی بینگن لوٹی کی شکل دیکھتی ہو ۔

(۳۵)

اُستاد ۔ نصیر ! بتاؤ ۔ اکبر کی موت کے بعد کیا ہُوا ؟

نصیر ۔ جناب اُسے نہلا دُھلا اور کفنا کر دفن کر دیا گیا ۔

(۳۶)

ماسٹر ۔ محمود ! تمہیں اِس سوال کا کوئی نمبر نہیں مِلا ۔ کیونکہ تم نے مشکل الفاظ کی تشریح نہیں کی ۔

محمود ۔ جناب اس عبارت میں مجھے تو کوئی

مشکل لفظ دکھائی نہیں دیا ۔ سب آسان تھے ۔

(۳۷)

اُستاد ۔ لڑکو ! یاد رکھو ۔ زمین حرکت کرتی ہے ۔

ایک لڑکا ۔ یہ بھی کوئی بات ہے ؟ اگر زمین ہلتی ہے ۔ اور حرکت کرتی ہے تو سمندروں اور دریاؤں کا پانی اُن میں کیوں رہتا ہے ۔ اِدھر اُدھر کیوں نہیں بہ جاتا ؟

(۳۸)

رضیہ ۔ نثار ! تم سے تو میری بلّی کیٹی اچھی ہے ۔ دیکھو تو ۔ کس طرح پنجے چاٹ کر مُنہ دھوتی ہے ۔ اور تم مُنہ دھونے سے جان چُراتے ہو ۔

نثار ۔ اچھا آپا ! اب مَیں بھی پانی سے مُنہ نہیں دھونے کا ۔ بلکہ کیٹی کی طرح اُنگلیاں چاٹ کر مُنہ دھویا کروں گا ۔

(۳۹)

ایک شخص جس کا قد پانچ فٹ دس انچ تھا ۔ درزی کی دُکان پر آیا ۔

شخص ۔ اگر میرا قد چھ فٹ چھ انچ ہوتا ۔ تو پھر بھی کوٹ کی سلائی وہی لیتے ۔

جو اَب لوگے ؟

درزی - بے شک جناب !

شخص - تو اُس صورت میں کس قدر کپڑا اَور درکار ہوگا ؟

درزی - علی الحساب گز بھر ؛

شخص - بہت اچھا - یہ کپڑا میرے کوٹ کا ہے - اَور ایک گز زائد پر میرا کوٹ اَور میرے چھوٹے بچّے کا پاجامہ سی دو ؛

(۴۰)

ماں - تم کُتّوں کی نمائش میں اپنا کُتّا کیوں لے جا رہے ہو - بھلا ایسے بد شکل کُتّے کو خاک اِنعام ملے گا ؟

بیٹا - یہ تو مَیں جانتا ہُوں - اِنعام نہ سہی - مگر میرے کُتّے کی وہاں جاکر ، اچھے اچھے کُتّوں سے مُلاقات اور جان پہچان تو ہو جائے گی ؛

(۴۱)

ایک مقدمے میں مُستغیث سچّا تھا - مگر ملزم کے وکیل نے جھوٹ کو سچ بنا کر اِس قسم کی تقریر کی کہ مجسٹریٹ نے مجرم مُلزم کو بری کردیا - اَور مستغیث کا سچّا مقدمہ خارج -

جب عدالت سے باہر نکلے تو مُستغیث نے ملزم کے وکیل کو گھورا اور دانت پیس کر کہا ۔ اگر تمہاری شادی نہیں ہُوئی تو خدا کرے کہ ہو جائے - اَور مَیں کچھ نہیں کہتا ؛

(۴۲)

سالی - دولھا بھائی ! آپ کو جانوروں سے محبّت ہے - کونسا جانور اچھا لگتا ہے ؟

بہنوئی - بھنا ہُوا تیتر یا مُرغ بریاں ؛

(۴۳)

سیٹھ داد - دوست جگن ناتھ ! مُجھے بیس روپے قرض دیجئے ؟

جگن ناتھ - یہ نہیں ہو سکتا جناب !

سیٹھ داد - کیوں - کیا آپ مجھے نہیں جانتے ؟

جگن ناتھ - خُوب جانتا ہوں - جبھی تو قرض نہیں دے سکتا ؛

(۴۴)

میاں - یہ صُبح صُبح کون رو رہا ہے ؟

ماما - کہاں حضور !

میاں - یہ کیا آواز آ رہی ہے ؟

ماما - واہ ! یہ تو بیوی گا رہی ہیں ؛

(۴۵)

ایک شاعر نے شادی کی - اتفاق سے بیوی بھی شاعرہ تھی - اس لئے وہ دونوں ہمیشہ مقفّیٰ گفتگو کرتے تھے ۔

خاوند - تم نے پھر لیا چٹخارا ۔

بیوی - ہاں پاپڑ ہے بہت کرارا ۔

خاوند - مجھے بھی لگتا ہے بہت پیارا ۔

بیوی - میں تو خود ہی کھاؤنگی سارا ۔

خاوند - (آدھا چھین کر) نہیں آدھا ہمارا آدھا تمہارا ۔

بیوی - دُر نگوڑا کرموں مارا ۔

(۴۶)

ایک شخص مشرق کی طرف منہ کئے سورج سے کہ رہا تھا کہ تو ہمیشہ میرے سامنے رہتا ہے - ہٹ جا یہاں سے ہٹ جا"

(۴۷)

ایک کھلاڑی جو جوش مجسم تھا - میدان میں جہاں فٹ بال کا میچ ہونا تھا - آیا اور وہاں اینٹوں کا ڈھیر دیکھ کر دوڑا دوڑا کلب کے سکرٹری کے پاس گیا ۔

کھلاڑی - بہتر ہوگا کہ اینٹیں اٹھا دی جائیں - اور ان کی جگہ کنکر منگوائے جائیں ۔

سیکرٹری - واہ! کبھی کنکروں سے بھی پنڈال بنا سکتے ہیں؟

کھلاڑی - اچھا تو یہ اینٹیں پنڈال کے لئے ہیں - میں سمجھا تھا کہ منصف کے لئے ہیں ۔

(۴۸)

ماں "- بیٹی! میں نے تمہیں بہت دفعہ کہا ہے کہ جب عورتیں باتیں کر رہی ہوں تو بیچ میں مت بولا کرو - اور جب خاموش ہو جائیں - تب جو کہتا ہو - کہا کرو"۔

بیٹی "- امی جان! میں نے ہر چند چاہا کہ ایسا ہو - مگر ممکن نہ ہوا - عورتیں کبھی خاموش نہیں ہوتیں - نہ ہو سکتی ہیں - اس لئے میں بیچ میں بول پڑی"۔

(۴۹)

ہوٹل کا ملازم - (کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر) حضور! ٹیلیگرام (تار) لایا ہوں"۔

مسافر "- بہت اچھا - دروازے کے شگاف میں سے پھینک دو"۔

ملازم "- یہ کیونکر ہو سکتا ہے - ٹیلیگرام رکابی میں رکھا ہوا ہے"۔

(۵۰)

باپ - دیکھو نا بیٹا! اگر تم چاہتے ہو - کہ تمہاری زندگی کامیاب ہو تو اپنی آنکھیں ہمیشہ کھُلی رکھو - ہر چیز کا مشاہدہ کرو - اور اُسے غور سے دیکھو - بس اسی بات کے عادی ہو جاؤ ۔

بیٹے نے حرف بہ حرف باپ کے حکم کی تعمیل کی اور دُوسرے دن ماں کو اپنے مشاہدے کی یہ رپورٹ دی "امّاں! آج کے مشاہدے کا نتیجہ سُن لو - چچا کے ٹرنک میں شراب کی بوتل ہے - جو اُنہوں نے کپڑوں کے نیچے چھُپا رکھی ہے - چچی کے بکس میں نقلی دانتوں کا ایک اَور سٹ ہے - اور ابّا کی جیب میں تاش ہے - جس سے وُہ قمار بازی کیا کرتے ہیں"۔

(۵۱)

ایک چھکڑا گھاس سے لدا کھڑا تھا - گدھے نے اُسے دیکھا -

گدھا "تم کَون ہو"؟

چھکڑا "میں موٹر کار ہوں"۔

گدھا "کیا کہا"؟

چھکڑا "میں نے کہا - کہ میں موٹر کار ہوں"۔

گدھا "خوب - تم موٹر کار ہو تو میں گھوڑا ہوں - خُوب بہت خُوب - زندہ باش"!

(۵۲)

ایک "ارے بھائی! دیکھو تو حُقّہ چلتا ہے"؟

دُوسرا "چلتا چھوڑ وُہ تو بولتا بھی نہیں"۔

(۵۳)

پہلا دوست - بھائی جان! سطرنج کھیلو گے؟

دوسرا دوست - نہیں بھائی - مَیں آٹھ رنج نہیں کھیلتا۔

پہلا دوست "وُہ آٹھ رنج کیا بلا ہے"؟

دوسرا دوست "بھئی سات تو پہلے ہی ہوئے - اَور بازی کبھی مَیں نے جیتی نہیں - آٹھ رنج ہی ہوئے نا"۔

(۵۴)

فجّو - اس کلاک کو کیا ہو گیا - بولتا ہی نہیں؟

جناب چل رہا ہے ۔

"ارے ...."

"کمبخت سونے نہیں دیتا تھا - ناحق ٹک ٹک لگا رکھی تھی - مجھے غصّہ آ گیا - آخر آدمی ہی تو ہوں - کہیں ایک چانٹا لگ گیا ہو گا -

اُس وقت سے مُنہ میں گھُنگنیاں ڈال رکھی ہیں۔ مگر کب تک؟ آپ ہی جھک مار کر بولے گا۔ جی آپ پرواہ نہ کریں میاں!"

(۵۵)

حاضر جواب خادم۔ حضُور! ساہُوکار آیا ہے۔

آقا۔ کہدو۔ گھر میں نہیں۔

خادم۔ گھر میں نہیں۔

ساہُوکار۔ خُوب۔ یہ بول کون رہا تھا؟

خادم۔ وُہ نہیں۔ یہ اُن کی آواز ہے۔

ساہُوکار۔ ابے گھاس کھا گیا ہے۔ آواز کیونکر ہو سکتی ہے؟

خادم۔ کیوں نہیں ہو سکتی۔ کیا گریموفون کے ریکارڈ میں آپ کے باوا جان بولا کرتے ہیں؟

(۵۶)

جج۔ تم قرآن اُٹھا کر کہوگے کہ اُس کا کچھ نہیں دینا؟

جاٹ۔ پہلے یہ تو فرمائیں کہ قرآن کتنے سیر کا ہوتا ہے اور مزدُوری کیا ملے گی۔ اگر اُٹھا سکا تو اُٹھا لُونگا ورنہ کسی کو مدد کے لئے

بُلا لُونگا۔ مگر مزدُوری طے کر لیجیے بعد میں جھگڑا نہ ہو۔

(۵۷)

لڑکا۔ امّاں! راہ میں ایک مکان پر سے بھائی جان گر پڑے۔ اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔

ماں۔ (رو کر) اُوں۔ اُوں۔ اُوں۔ اوئی۔ اوئی۔ میرے اللہ! یہ کون آ رہا ہے۔ تیرے مُنہ میں خاک۔ یہ تو میرا تقی ہے۔ تُونے جھُوٹ کیوں کہا۔ رہ تو جا۔ تجھے سیدھا کرتی ہُوں۔

لڑکا۔ امّاں! تم نے بھی حد کردی۔ بھائی جان نہیں گرے۔ وہ دُوسرے ہیں۔ آپ ہی تو کہا کرتی ہیں کہ جو اپنے سے بڑا ہو۔ اُسے بھائی جان کہا کرو۔ اب خفا ہوتی ہیں۔

(۵۸)

کرایہ دار۔ مکان چھوٹا ہے۔ کمرہ تنگ ہے۔ اور دیواروں پر جو کاغذ ہیں۔ وُہ مجھے پسند نہیں۔

مالک مکان۔ اِس کاغذ کے اوپر ایک اور کاغذ جو آپ کو پسند ہوگا۔ لگا دیا جائے گا۔

کرایہ دار۔ یہ تو آپ سچ کہتے ہیں۔ مگر اس

سے کمرہ اور بھی تنگ ہو جائے گا ٭

(۵۹)

باورچن کے ہاتھ سے چینی کی رکابیوں کی ٹوکری گر پڑی - اور رکابیوں کے ٹوٹنے کی آواز آئی ٭

بیگم - باورچن! کیا کر رہی ہو ؟

باورچن - حضور! کچھ کر نہیں رہی ہوں - بلکہ کر چکی ہوں ٭

(۶۰)

ایک اندھا رات کے وقت ہاتھ میں چراغ لئے جا رہا تھا کسی نے پوچھا "اس چراغ سے تمہیں کیا فائدہ پہنچ رہا ہے" اندھے نے جواب دیا "چراغ میں نے اپنے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے ہاتھ میں لیا ہے کہ مجھ سے ٹکر نہ کھاؤ ٭

(۶۱)

ماں - بیٹا تصویر احمد! اس دفعہ تو تمہارا قصور معاف کرتی ہوں - تم نے بہت اچھا کیا - جو خط لکھ کر افسوس ظاہر کیا ہے ٭

تصویر احمد - ہاں اماں جان! لیکن خط کو پھاڑنا نہ ٭

ماں - کیوں ؟

تصویر احمد - کیونکہ یہی خط پھر میرے کام

آئے گا - اور دوبارہ لکھنا نہ پڑے گا ٭

(۶۲)

انسپکٹر - کیا تم اسکول کو پسند کرتے ہو ؟

چھوٹا بچہ - جی ہاں - اگر بند ہو تو ٭

(۶۳)

چھوٹی اختری ہمسائے کے یہاں سے بسکٹ چباتی آئی ٭

ماں - اختری! تم بڑی شریر ہو - میں نے تمہیں بارہا کہا ہے کہ پڑوسن سے بسکٹ نہ مانگا کرو ٭

اختری - اماں! میں نے بھی پڑوسن سے مانگے نہیں - کیونکہ مجھے معلوم ہے - جہاں وہ بسکٹ رکھتی ہیں ٭

(۶۴)

ایک بڑا موٹا آدمی ریل کے اسٹیشن پہ اپنا وزن معلوم کرنے گیا - اور بڑی مشکل سے کانٹے پر کھڑا ہوا - دو چھوٹے بچے قریب کھڑے تھے - اتفاق سے سکیل کی کل بگڑی ہوئی تھی - جب مطلق جنبش نہ ہوئی تو ایک بچہ چلا کر بولا "پھپھو! دیکھنا - یہ اندر سے کھوکھلا ہے - بھاری نہیں" ٭

(۶۵)

ایک لیڈی کسی دُکان پر سودا خریدنے گئی۔ اُس کا چھوٹا بچہ ساتھ تھا۔ جو بھیڑ میں ماں سے علیحدہ ہو گیا۔ دیکھا تو وُہ دُکان کے دروازے کے قریب کھڑا ایک بلی کتّے کا مُنہ چڑا رہا ہے ؛

ماں۔ ہیں یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کتّے کا مُنہ چڑاتے ہو؟

لڑکا۔ اماں! کتّے کو منع کرو۔ پہل اُس نے کی ہے ؛

(۶۶)

سعید۔ بھائی رفیق! روتے کیوں ہو۔ خیر ہے۔ یہ خط کہاں سے آیا ہے؟

رفیق۔ (جو نہایت سادہ لوح تھا) وطن سے خط آیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ افسوس۔ تمہاری بیوی رانڈ ہو گئی ؛

سعید۔ ہیں! جب تم خدا کے فضل سے زندہ موجود ہو تو تمہاری بیوی کس طرح رانڈ ہو گئی؟

رفیق۔ خط میرے ایک گہرے دوست نے لکھا ہے۔ جو کبھی جھوٹ نہیں بولتا ؛

(۶۷)

بجلی گھر کا انسپکٹر۔ (صابر گاہک سے) تمہیں کم اور مدھم روشنی کی شکایت ہر وقت تو نہ ہوتی ہو گی ؛

صابر۔ اجی نہیں جناب!

انسپکٹر۔ اہاہا میرا بھی یہی خیال تھا۔ ہمیشہ نہیں تو کسی کسی وقت؟

گاہک۔ جی ہاں! سُورج غروب ہو جانے کے بعد ؛

(۶۸)

بے علم صدر محکمۂ حفظانِ صحت کے افسر کی رپورٹ سُن رہا تھا۔ ایک ممبر نے پُوچھا۔ کہ "جنابِ صدر! یہ جو شرحِ اموات کے متعلق ۱۲٫۹ لکھا ہے۔ اس کا مطلب آپ نے کیا سمجھا؟" صدر نے کہا۔ مطلب کیا سمجھا؟ مطلب یہ ہے کہ ہر ہزار باشندوں سے بارہ مر گئے ہیں۔ اور نو مرنے والے ہیں ؛

(۶۹)

ڈاکٹر۔ (مریض سے) آپ بھی ہسپتال کو کچھ دیں ؛

مریض۔ دُوں گا اور ضرور دُوں گا ؛

ڈاکٹر - کیا عنایت ہو گا ؟

مریض - اپنا دانت ۔

(۷۰)

رفیق - شکل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بڑا کفایت شعار ہے ۔

حبیب - تمہیں کیونکر معلوم ہوا ؟

رفیق - یہ شخص اپنی حجامت آپ کرتا ہے ۔

(۷۱)

مریض - مُردہ چوہے میں بھُس بھر کر اُسے کیوں رکھ چھوڑا ہے ؟

ڈاکٹر - جب لیڈیاں دانت نکلوانے آتی ہیں تو اُسے دیکھ کر بیہوش ہو جاتی ہیں - اور عمل جرّاحی میں آسانی ہو جاتی ہے ۔

(۷۲)

فیروز - تم کو میرا روپیہ دینا ہے - پانچ بار مانگ چکا ہوں اور تم نہیں دیتے ۔

غفور - پھر ہوا کیا اگر تم پانچ بار طلب کر چکے ہو - دس بار مانگنے کے بعد تم نے مجھے اُدھار دیا تھا ۔

(۷۳)

شرابی - چھ ہفتوں میں یہ پہلا پیالہ شراب

ہے - جو مَیں پی رہا ہوں ؟

مولوی - ناممکن - مجھے یقین نہیں آتا ۔

شرابی - چھ ہفتے آج ہی سے شروع ہوتے ہیں ۔

(۷۴)

نعیم - میری بیوی نے مجھے بڑا دھوکا دیا ۔

خلیق - کیا دھوکا دیا ؟

نعیم - کہنے لگی - کہ اگر تم رات کو دیر سے آئے - تو مَیں خود کُشی کر لونگی ۔

خلیق - اس میں کیا دھوکا ہوا ؟

نعیم - اُس نے خود کُشی نہیں کی

(۷۵)

مریض - میری صحت ہمیشہ اچھی رہی ہے مَیں نے بیس سال نوکری کی ہے - اور ہمیشہ خُوب نیند آ جاتی تھی - صرف اب دو رات سے نیند نہیں آتی - اور چوروں کا خیال رہتا ہے ۔

ڈاکٹر - تمہاری نوکری کیا تھی ؟

مریض - چوکیداری ۔

(۷۶)

انتخاب کا وقت قریب تھا - اُمید وار

دھواں دھار تقریریں کر رہے تھے۔ ایک دن کسی اُمیدوار نے گرما گرم تقریر کی۔ پُرجوش ووٹروں نے اُسے کاندھوں پر اُٹھا لیا۔ اور لے چلے۔ اُمیدوار نے کہا۔ "مَیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہُوں۔ لیکن مَیں اپنی موٹر کار کی طرف چلا جاؤں گا"۔

ووٹروں نے کہا:- "موٹر کار۔ اجی آپ کو تو نہر کی طرف لے جا رہے ہیں"۔

(۷۷)

ماں۔ بیٹا نثار! مجھے اُمید ہے کہ کھانا کھا کر تُم نے اِحتیاط سے ہاتھ تولیے سے صاف کر لئے ہیں۔

نثار۔ ہاں امّاں جان! مَیں نے تھوڑی سی جگہ اُس میں بہن رضیہ کے لئے سفید اور صاف رہنے دی ہے۔

(۷۸)

مُنیر۔ رشید نے مجھے احمق کہا ہے۔

ارشد۔ تم نے کیوں نہ کہا کہ مَیں تیرا سر توڑ دُونگا۔

مُنیر۔ خیال نہیں رہا۔ اب ٹیلیفون سے کہتا ہُوں۔ کہاں ہے آپ کا فون؟

(۷۹)

لیڈی۔ کوئلہ فروش! دیکھو۔ ہماری بوری کے بہت سے کوئلے بوری سے نکل کر تمہارے چھکڑے میں جا پڑے ہیں۔

کوئلہ فروش۔ میم صاحب! گھبرائیے نہیں۔ وُہ بھی آپ کے باورچی خانے میں پہنچ جائینگے۔ اُن میں سے ایک کوئلہ میری آنکھ میں پڑ گیا ہے۔ آنکھ مل رہا ہُوں۔ جس وقت نکلا۔ فوراً پہنچا دُونگا۔

(۸۰)

چھوٹا لڑکا۔ ابّا! جان کہاں سے نکل جاتی ہے۔ اور آدمی مر جاتا ہے۔

باپ۔ مُنہ کے راستے سے۔ کیوں؟

چھوٹا لڑکا۔ لوگ بھی کیسے احمق ہیں۔ جب مرنے لگتے ہیں تو کیوں نہیں ناک اور مُنہ کس کر باندھ لیتے تاکہ جان اندر ہی رہے اور آدمی نہ مرے۔

(۸۱)

باپ۔ اوہو دُھواں کوٹھے پر آ رہا ہے۔

چھوٹا لڑکا۔ ابّا! امّاں کو پُکارو کہ چوبی زینہ جلد ہٹا دے۔ نہ دُھواں اوپر نہ

چڑھنے پائے ۔

(۸۲)

باپ - میں یہ بوٹ واپس کرتا ہوں - میرے پاؤں میں چھوٹا اور تنگ ہے ۔

چھوٹا لڑکا - ابا! کیا کرتے ہو؟ رہنے بھی دو - جب ہمیں مارو گے تو بہ نسبت بڑے بوٹ کے چھوٹے سے چوٹ تو کم لگے گی ۔

(۸۳)

چھوٹا لڑکا - اماں جان! میں اپنی شادی پر ابا جی کو نہیں بلاؤں گا ۔

ماں - ارے خیر مانگ تو کیا بک رہا ہے - کیوں نہیں بلائے گا؟

چھوٹا لڑکا - تو ابا جی نے اپنی شادی پر مجھے کیوں نہیں بلایا تھا ۔

(۸۴)

ڈوبتا ہوا آدمی - ارے کوئی بچاؤ - میں ڈوب رہا ہوں ۔

راہرو - بھلا یہ تو بتاؤ - تم تالاب میں کودے کیوں تھے؟

ڈوبتا ہوا آدمی - بھائی جلدی کرو - ورنہ میں گیا ۔

راہرو - جلدی کا کام اچھا نہیں ہوتا - ہاں یہ تو بتاؤ - کہ کشتی لاؤں کہ خود تیر کر تمہاری مدد کو آؤں؟ مگر تیرنا مجھے نہیں آتا - اور کشتی یہاں ہے نہیں - بہتر ہو گا کہ کسی اور کو بلا لو ۔

(۸۵)

تاج - اماں ایک پیسہ تو دینا ۔

ماں - بیٹی! کیا کرو گی؟

تاج - اِملی منگائیں گے ۔

ماں - نا - اِملی کھانے سے معدہ بگڑ جاتا ہے ۔

تاج - اگر معدہ بگڑ جائے گا تو مجھے کیا آپ ہی تکلیف اُٹھائے گا ۔

(۸۶)

چین میں چار تاجروں نے مل کر روئی کی دکان کھولی - اور روئی کو چوہوں سے بچانے کے لئے ایک بلی پالی - معاہدہ یہ ہوا کہ چاروں ایک ایک ٹانگ کے مالک ہیں - بلی کی ایک ٹانگ زخمی ہوگئی - اور اُس زخمی ٹانگ کے مالک نے دھجی تیل میں تر کر کے اُس پر لپیٹ دی - اِتفاق سے بلی جو آگ کے قریب

گئی - تو وہ دھجی جل اُٹھی - بلّی گھبرا کر رُوئی میں گھس گئی - اور رُوئی سے شُعلے اُٹھنے لگے - باقی تین حِصّہ داروں نے جو بلّی کی اُن ٹانگوں کے مالک تھے - جو زخمی نہ تھیں - چوتھے پر ہرجانے کا دعوٰی کیا - جج کا فیصلہ سُنئیے :-
"بلّی کی زخمی ٹانگ قابلِ استعمال نہ تھی - تین تندرست ٹانگوں کے فعل سے آگ لگی - اِس لئے تندرست ٹانگیں مجرم ہیں - اور تندرست ٹانگوں کے مالک ہرجانہ ادا کریں" ؞

(۸۷)

امیرالدین خاں پرلے درجے کا کمینہ اور مطلب پرست اِنسان تھا - ایک دن اُس کا ایک دوست جس سے وہ محبّت جتایا کرتا تھا آیا - اور کہنے لگا -
"خان صاحب! مجھے گاؤں جانا ہے - ایک دِن کے لئے اپنا گدھا دیدو اسباب لادنا ہے -
امیرالدین خاں نے کہا - یار! تمہارے سر کی قسم - وہ رحمت علی لے گیا ہے - ورنہ تمہاری دولت تھا" ؞
اِتفاق سے اُس وقت گدھا جو کوٹھڑی میں بند تھا - بولنے اور زور زور سے ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے لگا - دوست نے کہا -

"خان صاحب! آپ کا گدھا بول رہا ہے"
امیرالدین خاں بولے - تم بھی عجیب آدمی ہو - میری بات پر یقین نہیں کرتے - اور گدھے کو مجھ سے زیادہ مُعتبر سمجھتے ہو - جاؤ - میری تمہاری دوستی ختم" ؞

(۸۸)

بیوی - "اے میاں! تم بادامی رنگ کا ہارمونیم کیوں نہ لائے - سیاہ لکڑی کا کیوں لے آئے ؟"
میاں - "سیاہ لکڑی کا اچھا ہوتا ہے" ؞
بیٹا - "بیشک سیاہ ہارمونیم اچھا ہوتا ہے - محرّم میں بھی بجایا جا سکے گا" ؞

(۸۹)

مجسٹریٹ - "کانسٹیبل رحمت علی! تم نے کیوں کر سمجھا کہ ملزم شراب کے نشے میں چُور ہے ؟"
کانسٹیبل - "جناب! یہ بجلی کے قمقمے سے سگرٹ سُلگا رہا تھا" ؞

(۹۰)

آقا - "باورچی! تم کھانا تو اچھا پکاتے ہو - لیکن آج یہ کیا بات ہے ؟"

باورچی۔ "کیوں حضور؟"
آقا۔ "مرغ کے سینے کا کچھ اور مزہ ہے۔ اور ٹانگوں کا کچھ اور"۔
باورچی۔ "حضور! پکاتے ہوئے دونوں ٹانگیں جل گئی تھیں۔ اس لئے میں نے اُن پر چونے کا پانی اور تیل ملا کر لگا دیا تھا۔ تاکہ سوزش دُور ہو جائے"۔

(٩١)

خاوند۔ (خفا ہو کر) "بیوی تم بھی غضب کرتی ہو۔ بل تو دیکھو۔ تم نے دس روپے کا عطر منگایا ہے۔ صرف خوشبو کے لئے دس روپے دینے پڑیں گے۔ جو اُڑ جاتی ہے"۔
بیوی۔ (چمک کر) "ہاں۔ میاں! ہاں۔ تم بھی ستم کرتے ہو۔ خوشبو اُڑے نا تو کیا کرے۔ آخر اسے سگرٹوں کے دھوئیں کو جو تم نے بیس روپے کے جلا دئے، ملنا تھا"۔

(٩٢)

لالہ جیالال کی بیوی کے دماغ میں کچھ خلل تھا۔ وہ ہر رات وہم کی وجہ سے خاوند کو سوتے سے جگا کر کہتی۔ جاؤ نیچے چور ہے۔ لالہ ناچار ہر روز اُتر کر دیکھتا اور واپس

آ جاتا۔ ایک دن حسب معمول جو نیچے گیا تو واقعی چور موجود تھا۔ لالہ نے چور کا بازو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ میاں ٹھہرے رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ چور نے کہا۔ خوب۔ یعنی میں ٹھہرا رہوں اور تم جا کر پولیس کو لے آؤ۔ لالہ نے کہا۔ نہیں چور صاحب! پولیس کا نام نہ لو۔ میری بیوی کو بیس سال سے تمہارا انتظار تھا۔ وہ ہر رات مجھے تمہارے لئے جگا کر نیچے بھیجتی تھی۔ آخر تم آ گئے۔ وہ تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوگی۔

(٩٣)

پاگل۔ ڈاکٹر صاحب! میرے کوٹھے کی دیوار پر ہر رات بھوت آ کر ناچتے ہیں۔ کیا کروں؟
ڈاکٹر۔ (بے پروائی سے) دیوار پر چبھنے والی سیخیں لگوا دو۔ اگر وہ نہ ملیں تو بوتلیں توڑ کر اُن کے ٹکڑے جما دو۔

(٩٤)

ماں۔ انڈے تازہ ہیں نا؟ کہیں گندے تو نہیں اُٹھا لائے۔ ہم کو بچے نکلوانے ہیں۔
لڑکا۔ امّی جان! اُبال کر دیکھ لیجئے۔ جو

گندے ہونگے۔ وُہ پھُوٹ جائیں گے

(۹۵)

لڑکا۔ (مانیٹر سے) کیا مَیں پانی پینے جا سکتا ہُوں۔ مجھے اِس شدّت سے پیاس محسُوس ہو رہی ہَے کہ بات بھی نہیں کر سکتا

مانیٹر۔ تو بہتر ہے کہ پانی نہ پیو۔ کیونکہ کلاس میں خاموش تو بیٹھے رہو گے

(۹۶)

لڑکی۔ (جو ٹرین کے نہ چلنے سے گھبرائی ہوئی تھی) اماں جان! گاڑی کے چلنے میں کتنا وقت باقی ہے؟

ماں۔ پندرہ منٹ

لڑکی۔ امّاں! اپنی گھڑی پندرہ مِنٹ آگے کر دو۔ تاکہ گاڑی جلد چل پڑے

(۹۷)

رشید۔ سُناؤ۔ پرچہ کیسا کیا۔ کِتنے سوال ملے تھے؟

حمید۔ بھائی جان! آٹھ سوال ملے تھے۔ میرے دو غلط ہیں

رشید۔ چلو۔ کیا پروا ہے۔ باقی چھ تو ٹھیک ہیں

حمید۔ نہیں وُہ ابھی مَیں نے حل ہی نہیں کئے تھے کہ پیپر لے لئے گئے

(۹۸)

خریدار (دُکاندار سے) تمہیں ایمانداری سے کام لینا چاہیئے۔ تم تو حاجی ہو

دُکاندار۔ جی نہیں۔ شاید آپ کو یاد نہیں کہ مَیں چوری ہو جانے کے باعث بمبئی ہی سے واپس آ گیا تھا

(۹۹)

ناولسٹ۔ افسوس میری کتاب ناپسند کی گئی۔ اب مَیں اپنی بیوی بچّوں اور کُتّے کو مار کر خود کُشی کر لُونگا۔ سوا اس کے کوئی چارہ نہیں

کتب فروش۔ بھئی کُتّے کو تو نہ مارنا۔ دو روپے کو بِک جائیگا۔ باقی تم جانو

(۱۰۰)

بیوی۔ (چلّا کر) میاں! دَوڑنا۔ دَوڑنا۔ دوڑ....

میاں۔ (دَوڑ کر) کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟

بیوی۔ چوہے دان لگانا۔ چوہے دان۔ مَیں نے ابھی چوہے کی آہٹ سُنی ہے

(۱۰۱)

لیڈی "سُنا ہے - تمہارے بیٹے کی شادی ہے - اُمید ہے - وُہ خوش نصیب ہو گا" ٭

جنٹلمین "کیوں نہیں - یورپ کی جنگِ عظیم میں بھی تو وُہ زندہ سلامت واپس آ گیا تھا" ٭

(۱۰۲)

باپ "بیٹا سُنتا ہوں کہ تم نے اپنی ماں کے رُو برُو بہُت دفعہ جھوٹ بولا ہے. کیا اب وعدہ کرتے ہو - کہ آیندہ ہمیشہ سچ بولو گے؟

بیٹا "ہاں ابّا جان!"

باپ "شاباش! دیکھو باہر کون دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے" ٭

بیٹا "ابّا! قصائی بِل لے کر آیا ہے - کہو تو کہدُوں کہ ابّا گھر نہیں" ٭

(۱۰۳)

لڑکی - (باپ سے) "ابّا! دیکھو نا - بھائی جان کہتے تھے کہ سُرخ جھنڈی دِکھانے سے گاڑی ٹھہر جاتی ہے" ٭

باپ - (جو ٹرین سے رہ جانے کے باعث

پریشان تھا، ہاں ٹھیک ہے" ٭

لڑکی - مَیں نے تو بہتیرا اپنے سُرخ دوپٹے کو ہلایا - مگر گاڑی کیوں نہیں ٹھہری؟

(۱۰۴)

بڑی بہن - ہَیں ہَیں - اصغری! چوری کی عادت تم نے کِس سے سیکھی ہے؟

اصغری - آپا جان! کیٹی (بلّی کا نام) سے ٭

(۱۰۵)

ماسٹر - محمُود! کیا گلاب جامن کے واسطے انگریزی میں کوئی لفظ ہے؟

محمُود "جی ہاں" ٭

ماسٹر - اچھا بتاؤ ٭

محمُود "روز جیمیو" ٭

(۱۰۶)

مجسٹریٹ "اِس مُقدمے میں عجیب بات یہ ہے کہ تم نے بکس تو چُرایا - لیکن اُس کے قریب لفافے میں نوٹ تھے - وُہ نہیں چھیڑے؟"

ملزم "خدا کے لئے اِس بات کا ذِکر نہ کیجئے - میری جورُو اسی فروگزاشت پر میری جان کھاتی رہتی ہے" ٭

—(۱۰۷)—

بیوی ۔ "کیا تم بھول گئے کہ آج میری سال گرہ ہے ۔ واہ میاں! تمہاری بھی اچھی یاد داشت ہے"

میاں ۔ (کچھ سوچ کر) "اوہو ۔ واقعی میں بھول گیا ۔ لیکن بیوی! جیسی تم پچھلے سال تھیں ۔ ویسی ہی اب بھی ہو ۔ ایک دن کا بھی تو فرق معلوم نہیں ہوتا ۔ تو پھر کیونکر مجھے یقین آئے کہ ایک سال بیت گیا"۔

—(۱۰۸)—

ماں ۔ "دیکھو بیٹا! تمہاری یہ عادت ٹھیک نہیں ۔ تم کوئی چیز بھی خوش ہو کر نہیں کھاتے ۔ خدا تمہارے دادا جان کو غریق رحمت کرے ۔ اُن کا یہ حال تھا کہ جو چیز بھی سامنے آئے ۔ بڑے شوق سے چٹ کر جاتے تھے"۔

بیٹا ۔ "تو کیا اماں! تم اُن کے سامنے کبھی نہیں گئی تھیں؟"

ماں ۔ "کیوں نہیں؟"

بیٹا ۔ "تو تمہیں انہوں نے کیوں نہ کھا لیا؟"

—(۱۰۹)—

ماسٹر ۔ حمید! لفظ 'عزم راسخ' کو جملے میں

استعمال کرو"۔

لڑکا ۔ "مجھے عزم راسخ کے معنی نہیں آتے"۔

ماسٹر ۔ "اُلو کہیں کا ۔ اس کے معنی ہیں پکا ارادہ"۔

لڑکا ۔ جناب یہ تو مجھے معلوم ہے ۔ آپ نہیں سمجھے ۔ 'مجھے عزم راسخ کے معنی نہیں آتے' ۔ یہ بھی تو ایک جملہ ہے ۔ جس میں 'عزم راسخ' کا لفظ آ گیا ہے"۔

—(۱۱۰)—

صاحب ۔ "ویل بیرا! یہ کون رو رہا ہے ۔ کچن (باورچی خانہ) میں؟"

بیرا ۔ "صاحب! جب سے ٹائیگر کتا مرا ہے ۔ خانساماں کے آنسو نہیں تھمتے"۔

صاحب ۔ "ویل ۔ بلاؤ خانساماں کو"۔

خانساماں ۔ (رو کر) حضور ۔ اُوں ۔ اُوں ۔ اُوں"۔

صاحب ۔ "ویل خانساماں! ہم جانتا ہے ۔ تم ٹائیگر کتے سے بہت محبت تھا"۔

خانساماں ۔ "صاحب! رونا تو اس بات کا ہے کہ ٹائیگر تو مر گیا ۔ اب برتن کون چاٹ کر صاف کریگا ۔ ناچار مجھے دھونے پڑینگے"۔

(۱۱۱)

لڑکی۔ (بھائی سے) "میرے رومال کا بھی یہی رنگ تھا۔ مگر اس کے کونے پر چڑیا بنی ہوئی تھی"۔

لڑکا۔ "آپا! یہ تمہارا ہی رومال ہے۔ بھلا چڑیا بھی کوئی نشانی ہے۔ وہ اڑ گئی ہو گی"۔

(۱۱۲)

وکیل۔ میرا محنتانہ پچاس روپے ہوا۔ وہ آپ کو دینا چاہیئے۔

مؤکل۔ چالیس کا تو دعویٰ اور محنتانہ پچاس روپے۔

وکیل۔ خیر جس میں آپ راضی ہیں۔ لائیے چالیس ہی سہی۔

(۱۱۳)

ایک "کیا تمہیں پتہ ہے کہ میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟"

دوسرا "ہاں پتہ کیوں نہیں۔ یہ وہ چیز ہے۔ جس کا مجھے علم نہیں"۔

(۱۱۴)

ساہوکار۔ تم ہزار روپیہ قرض مانگتے ہو۔ کس ضمانت پر؟

سائل۔ (سینے پر ہاتھ مار کر) میری ذات

ضامن ہے۔

ساہوکار۔ (صندوق کھول کر) بہت خوب۔ آپ اس صندوق میں بیٹھ جائیں۔ میں کفالت نامے اسی میں رکھتا ہوں۔

(۱۱۵)

راحت۔ ہمشیرہ نزہت! آپ اور کوئی زیور پہننا پسند نہیں کرتیں تو کم از کم کانوں میں بالیاں تو ضرور پہنا کریں۔

نزہت۔ ہمشیرہ! میں آزادی پسند ہوں۔ اس لئے حلقہ بگوش ہونا نہیں چاہتی۔

(۱۱۶)

ماں۔ بیٹا! دیکھو۔ یہ لڑکا جو ہمارے پڑوس میں رہتا ہے۔ یتیم ہے۔ اس کا نہ باپ ہے۔ نہ ماں۔ نہ دادی نہ دادا۔ اس کو کچھ دینا چاہیے۔

چھوٹا لڑکا۔ تو اماں! ابا ہمیں بہت مارتے ہیں۔ اور تمہیں بھی جھڑکتے رہتے ہیں۔ وہ ہمارے کسی کام کے نہیں ابا کو اس کے حوالے کردو۔

(۱۱۷)

صفدر۔ بیٹی زہرہ! کونسی کتاب پڑھ رہی ہو؟

زہرہ - چچا جان ! " بکو مت " ۔

صفدر - (طیش میں آکر) واہ اسکول کی تعلیم سے تم نے یہی سیکھا ہے کہ بزرگوں کے ساتھ ایسی بد زبانی سے پیش آؤ ۔

زہرہ - (کتاب کا سرورق دکھا کر) چچا جان ! غلطی معاف - کتاب کا نام ہی " بکو مت " ہے ۔

(۱۱۸)

بیوی - یہ بات کیا ہے کہ جب میں گاتی ہوں تو تم کمرے سے باہر نکل کر برآمدے میں کھڑے ہو جاتے ہو ۔

خاوند - تاکہ ہمسائے جان جائیں کہ میں تمہیں زد و کوب نہیں کر رہا ۔

(۱۱۹)

ذکیہ - میں نے منت مانی تھی کہ بھائی جان امتحان میں کامیاب ہونگے تو بجلی کے پانچ بلب مسجد میں بھیجوں گی ۔

صفیہ - ہیں ! وہ کس لئے ؟ لوگ تو روشنی کے واسطے تیل ڈالنے کی منت مانتے ہیں - اور تم نے بلب بھیجنے کی منت مانی !

ذکیہ - جی ہاں - آپ ٹھیک کہتی ہیں - مگر جب مسجدوں میں بجلی لگی ہوئی ہے تو کیوں

نہ تیل کی بجائے بلب بھیجے جائیں !

(۱۲۰)

طالب علم - آج مجھ سے بڑی غلطی ہوئی - مجھے اچھا سا چشمہ دو ۔

عینک فروش - کیا غلطی سے کسی اجنبی کو رو شناس سمجھ لیا ،

طالب علم - نہیں جی - کابلی بھڑ کو بیر سمجھ کر ہاتھ میں لے لیا ۔

(۱۲۱)

بیوی - اماں ! چینی کے برتنوں کا سٹ تو سنبھال لیا ہے نا ؟

ماما - ہاں بیوی سنبھال لیا ہے ۔

بیوی - بھلا ٹوکری میں کتنے عدد تھے ؟

ماما - گنے تو نہیں مگر ہونگے کوئی دو سو ٹکڑے ۔

بیوی - ارے کیا چکنا چور کر دئے ؟

ماما - نہیں صرف پیالیاں اور چائے دانی ٹوٹی ہے ۔

(۱۲۲)

ڈاکٹر - " کیا تکلیف ہے ؟ "

مریض - " آنکھیں دکھتی ہیں - گگروں کی شکایت ہے " ۔

ڈاکٹر۔ (نسخہ لکھ کر) "یہ دوا تین بار آنکھوں میں ڈالی جائے"۔
مریض۔ بہت خوب۔ مگر یہ تو فرمایئے۔ کہ کھانا کھا کر یا کھانے سے پہلے؟

(۱۲۳)

ایک جنٹلمین کی سماعت میں فرق آ رہا تھا۔ ایک دن آپ ریل کی پٹڑی پر جا رہے تھے کہ انجن نے بڑے زور سے سیٹی دی۔ اِدھر اُدھر دیکھ کر مُسکرائے۔ اور بولے ارے یہ دن کے وقت مینڈک کہاں ٹرّا رہا ہے؟

(۱۲۴)

قصّاب۔ "آج کتنا گوشت بھیجوں؟"
خادم۔ "تین سیر۔ مگر دیکھنا کالی بھیڑ کا ہو۔ محرّم کا مہینہ ہے۔ بڑے میاں سوگ نشیں اور سیاہ پوش ہیں۔ تم جانتے ہو۔ یہ دن ماتم کے ہیں"۔

(۱۲۵)

اُستاد۔ "ویٹری نری سرجن کسے کہتے ہیں؟"
شاگرد۔ "بُوڑھے سپاہیوں کے ڈاکٹر کو"۔

(۱۲۶)

جیلر۔ "پھانسی سے پہلے کوئی آخری تمنّا ہو۔

تو تم بتا سکتے ہو"۔
حجّام۔ مجھے سرکاری وکیل کی حجامت کی ایک بار اِجازت مل جائے"۔

(۱۲۷)

ایک شخص ہنسی کی بات پر تین دفعہ ہنستا تھا کسی نے وجہ پوچھی تو کہا ایک دفعہ تو سب کے ساتھ ہنستا ہوں۔ پھر میری سمجھ میں وہ بات آتی ہے اور سوچتا ہوں کہ واقعی بات تو ہنسی کی ہے اُس وقت ہنستا ہوں تیسری بار اپنی اِس حماقت پر ہنسی آتی ہے۔

(۱۲۸)

وکیل۔ "کیا چاہتی ہو؟"
عورت۔ "قانونی مشورہ"
وکیل۔ "پوچھو تو۔ کیا پوچھتی ہو؟"
عورت۔ "میرے خاوند کو گھر سے غائب ہوئے پچیس سال ہو گئے ہیں"۔
وکیل۔ "پھر"۔
عورت۔ "علیحدگی کی صورت نکالیئے"۔

(۱۲۹)

عورت۔ "یہ خوبصورت بچّے کس کے ہیں؟"
راہ رو۔ "ڈاکٹر صاحب کے"۔
عورت۔ "یہ ڈاکٹر بھی خُدا اِن سے بچائے۔

کس قدر مطلب پرست ہیں - یہاں بھی نہیں
چوکے - اچھے اچھے بچے اپنے لیئے چن لیئے"۔

(۱۳۰)

جج "ملزم! ہم تمہیں فردِ جرم سناتے ہیں -
کہو - کیا کہتے ہو - مجرم ہو یا بے گناہ؟"
ملزم - بھلا ابھی میں کیا کہہ سکتا ہوں -
پہلے شہادت تو سن لوں"۔

(۱۳۱)

ڈاکٹر "تمہارے خاوند کو مکمل آرام کی
ضرورت ہے"۔
بیوی "بجا فرمایا - مگر وہ میری تو سنتے
ہی نہیں"۔
ڈاکٹر "یہی تو اچھے عنوان ہیں"۔

(۱۳۲)

مسافر - (ہوٹل والے سے) "مرغی تیار ہے؟"
ہوٹل والا "نہیں جناب"۔
مسافر "اچھا بھنا ہوا گوشت ہی سہی
وہ تو تیار ہوگا"۔
ہوٹل والا "نہیں جناب"۔
مسافر "کباب تو ضرور ہونگے"۔
ہوٹل والا "نہیں جناب"۔

مسافر - (خفا ہو کر) "تو تمہارے ہوٹل میں
اس وقت ہے کیا؟"
ہوٹل والا "جناب، قربانی کرنے والا"۔

(۱۳۳)

گاہک - دیکھو دکاندار! جس وقت میں سودا
لینے آتا ہوں - تمہارا کتا بھونکتا ہے"۔
دکاندار "بے زبان حیوان ہے - معاف
کیجئے"۔
گاہک "اسے سمجھا لو - ورنہ میں اس کا
خون پی لونگا"۔

(۱۳۴)

ڈاکٹر "مریض کی حالت خراب ہے - بہت
کمزور ہے - اسے برانڈی دو"۔
مریض کی بیوی - ان کی برانڈی تو کھونٹی
سے لٹک رہی ہے - یہ رہی - کیا جلا کر اور
پانی میں گھول کر دی جائے؟
"لیکن پھر بارش میں کیا پہنیں گے - برانڈی
نہ رہی تو کپڑے شرابور ہو جائینگے"۔

(۱۳۵)

"ایک شخص نے ایک سستی سی موٹر کار
خریدی - دوسرے ہی دن اسے کارخانے میں

مرمّت کے لئے لے گیا۔ مستری نے پُوچھا - اِس میں کیا نقص ہے - بولے "حضرت! اِس کا ہر پُرزہ آواز دیتا ہے" - مستری نے حیران ہو کر کہا - "ہر پُرزہ آواز دیتا ہے"؟ تو جواب مِلا رکہ "جی ہاں - سوا ہارن کے ہر پُرزہ آواز دیتا ہے - صرف ہارن سے آواز نہیں نکلتی"٭

(۱۳۶)

"یار! کہاں نوک دم بھاگے جاتے ہو - ٹھہرو تو سہی"٭

"معاف کیجئے - ٹھہر نہیں سکتا - اسٹیشن کو جا رہا ہُوں - اِسی گاڑی سے جہلم جاؤنگا"٭

"تو جلدی کرو - مَیں اِسی گاڑی سے رہ گیا ہوں - اور واپس آ رہا ہُوں"٭

(۱۳۷)

لیڈی "تُم نے کہا تھا کہ طوطا جو مَیں نے کل خریدا ہے - اِس قابل ہے کہ اِس کے ساتھ سونا تول کر دیا جائے"٭

دُکاندار "بیشک - پھر کیا ہُوا؟

لیڈی "واہ - یہ تو بولتا ہی نہیں"٭

دُکاندار "بیگم صاحبہ! کیا آپ نے وہ

مثل نہیں سُنی کہ 'خاموشی سونا ہے'٭

(۱۳۸)

زاہد "تم اِس مکان کا جس میں رہتے ہو - کیا کرایہ دیتے ہو؟"

ارشد "کچھ نہیں"٭

زاہد "اگر کرایہ دینا پڑے تو کیا ہو؟"

ارشد "معجزہ"٭

(۱۳۹)

مولوی "جب علّامہ صاحب جلسے میں عربی بول رہے تھے تو تم نے زور سے تالی کیوں بجائی؟"

شاگرد "تاکہ علّامہ صاحب سمجھیں کہ مَیں عربی جانتا ہُوں - آخر اُنھوں نے عربی زبان میں کیا کہا تھا؟"

مولوی "ارے کمبخت! اُنہوں نے کہا تھا کہ مَیں بیمار ہُوں اور آج وعظ نہیں کہونگا"٭

(۱۴۰)

ایک ملّاح ہوٹل میں داخل ہُوا - اور کہا - "شوربا لاؤ" بڑی دیر کے بعد خدمتگار ایک پیالہ لایا - جس میں ٹھنڈا شوربا تھا - اور شوربے میں نمک زہر تھا - ملّاح نے تیوری

چڑھا کر کہا" مردک یہ کیا لایا ہے؟" خدمت گار نے جواب دیا۔ "حضور شوربا"۔ ملّاح نے زہرخند کرکے کہا" اگر یہی شوربا ہے۔ تو میں باوجودے کہ تمام عمر اس میں تیرتا رہا ہوں۔ اسے پہچان نہیں سکا"۔

(۱۴۱)

خاوند۔ پیاری۔ ہمارے دوست کرنیل صاحب قید خانے کے حاکم ہو گئے۔ اُنہیں مبارک باد کا خط لکھنا چاہیے"۔

بیوی۔ اچھا ہوا۔ لیکن میاں یہ تو بتاؤ کہ یہ اسامی کس طرح ملتی ہے۔ کیا رسُوخ درکار ہے۔ یا پہلے قید ہو کر پھر قیدی سے بڑھتے بڑھتے انسان قید خانے کا حاکم بن جاتا ہے"۔

(۱۴۲)

فقیر" بابا مُسافر ہُوں۔ وطن جانا ہے۔ کرایہ نہیں۔ اس کا بندوبست کر دو۔

راہ رو" افسوس۔ تم مُسافر بے وطن ہو۔ مجھے تمہارے حال پر رحم آتا ہے۔ یہ لو ایک پیسہ۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"

فقیر" دہلی کے"۔

راہ رو" تو پھر وہاں کیونکر جاؤ گے؟"

فقیر۔ (پیسے کی طرف مایُوسانہ نگاہ سے دیکھ کر) "اس صورت میں تو پیدل ہی جانا ہو گا"۔

(۱۴۳)

آندھی چل رہی تھی۔ بارش ہو رہی تھی۔ اولے پڑ رہے تھے۔ اور میاں خلیل اپنے کمرے میں غافل سو رہے تھے کہ یکایک مکان کی دیوار پر بجلی گری اور چھت سے ایک وزنی اینٹ گر کر اُن کی ران پر آ پڑی۔ میاں خلیل آنکھیں ملتے ہُوئے اُٹھے اور انگڑائی لے کر بولے۔ اچھا بھئی! اُٹھتا ہُوں۔ کیا صبح ہو گئی؟

(۱۴۴)

دس بے وقوف چلے جا رہے تھے۔ راستے میں انہیں کچھ شبہ ہُوا۔ کہنے لگے، بھائی ہم میں سے ایک آدمی کم ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے شمار کیا اور اپنے آپ کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح سب نے باری باری شمار کیا اور یہ طے پا گیا کہ ہم میں سے ایک آدمی گم ہو گیا ہے۔ بڑی تشویش ہوئی۔ ایک عقلمند سوار نے انہیں سوچ میں پڑے دیکھ کر وجہ پُوچھی۔ سب نے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی گم ہو گیا ہے۔ سوار نے کہا میں اُسے تلاش کر دیتا ہوں۔ یہ کہکر چابک سنبھالا۔ ہر

ایک پر چابک پٹخارتا جاتا تھا۔ اور الگ کھڑا کر کے شمار کرتا جاتا تھا۔ جب دسوں پورے ہو گئے تو سب کے سب سوار کے بہت شکر گزار ہوئے ۔

(۱۴۵)

ایک بچے کو اس کے باپ نے مارا۔ باپ گیا تو بچہ ہمدردی کے لئے ماں کی طرف متوجہ ہوا ۔

بچہ " اماں! دادا جان کو جب وہ بچے تھے مارا کرتے تھے؟"

ماں " ہاں مارا کرتے تھے "۔

بچہ " اور اُن کے ابا اُن کو مارتے تھے؟"

ماں " ہاں "۔

بچہ " یہ پہل کس نے کی تھی؟"

(۱۴۶)

ایک وکیل مقدمہ ہار کر آ رہا تھا۔ اور سخت بد مزہ تھا۔ راہ میں ایک ڈاکٹر ملا۔ اور وکیل کو چھیڑنے کے لئے بولا:۔

ڈاکٹر " تمہارا پیشہ انسانوں کو فرشتے نہیں بنا سکتا "۔

وکیل۔ (تنک کر) " جی نہیں۔ یہی ایک بات ہم نے ڈاکٹروں پر چھوڑ رکھی ہے "۔

(۱۴۷)

خاوند۔ کیا کھانسی کی گولیوں نے فائدہ کیا؟

بیوی " بجلی کی طرح "۔

خاوند " وہ کیوں کر؟"

بیوی " اُن کا مزہ ایسا خوفناک تھا کہ بچوں کو کھانسنے کی طاقت نہ رہی۔ دم بند ہو گیا "۔

(۱۴۸)

امیر " تمہارا سرٹیفکیٹ کہاں ہے؟"

خادم " جناب! مَیں نے پھاڑ دیا "۔

امیر " پھاڑ دیا؟ یہ کیا حماقت ہے؟"

خادم " حضور اگر آپ سرٹیفکیٹ ملاحظہ کرتے تو یہ نہ فرماتے "۔

(۱۴۹)

چچا " اِس گائے کی عمر دو سال کی ہے "۔

بھتیجی " چچا جان! آپ کو کیوں کر معلوم ہُوا؟"

چچا۔ اِس کے سینگوں سے "۔

بھتیجی " چچا آپ سچے۔ آپ کا خدا سچا۔ واقعی اِس کے ٹھیک دو سینگ ہیں "۔

(۱۵۱)

زمیندار ۔ جناب! مَیں تو کوئی وصیّت نامہ لکھوں گا۔

وکیل ۔ تو پھر یہ سمجھ لیجیے کہ ساری جائداد ورثا بانٹ کھائیں گے۔

زمیندار ۔ بلا سے ۔ یہ تو نہ ہوگا کہ وُکلا بانٹ کھائیں۔

(۱۵۲)

لیڈی ۔ "اس غبارے کی کیا قیمت ہے؟"

سوداگر ۔ "پانچ روپیہ"۔

لیڈی ۔ "کاغذ کے غبارے کی قیمت پانچ روپیہ؟"

سوداگر ۔ "اجی میم صاحبہ دیکھئے ۔ ابھی یہ اور چڑھ رہا ہے"۔

(۱۵۳)

کمپنی والا ۔ "آپ ایکٹر ہیں؟"

ایکٹر ۔ "جی حضور!"

کمپنی والا ۔ "اگر کوئی تماشا دیکھنے نہ آئے ۔ اور تھیٹر خالی ہو ۔ تب بھی ایکٹ کر سکتے ہو؟"

ایکٹر ۔ "نہایت اچھی طرح ۔ اِسی لئے تو تھیٹر میں آیا ہوں"۔

(۱۵۴)

لڑکا ۔ (جس کی ماں اُس کے باپ سے عمر میں بڑی تھی) "امّاں! بھلا ابّا ڈاڑھی کیوں ہر روز مونڈتے ہیں ۔ اِس سے کیا فائدہ ہے؟"

ماں ۔ "بیٹا! یہ سینگ کٹا کر بچھڑوں میں ملتے ہیں"۔

(۱۵۵)

مہمان ۔ جب آپ کا بچہ روتا ہے تو آپ کی جورُو اُسے لوری دے کر یا گیت گا کر کیوں نہیں سُلاتی؟

میزبان ۔ اجی جناب! ہمسائے نہیں مانتے ۔ وُہ کہتے ہیں ۔ بچے کی ماں کے گانے اور لوری دینے سے بچے کا رونا بہتر ہے۔

(۱۵۶)

لیڈی ۔ "تم کہتے ہو کہ دھماکا ہوا ۔ اور تمہارا ابّا زخمی ہو گیا"۔

لڑکا ۔ "جی ہاں میم صاحبہ! امّاں کہتی تھیں کہ چائے کا ٹسٹ خراب ہے ۔ ابّا کہتے تھے ۔ نہیں اچھا ہے ۔ امّاں کو جوش آ گیا ۔ پھر یکا یک دھماکا ہوا ۔ پیالیاں چکنا چُور ہو گئیں ۔ اور ابّا کی ناک سے خُون بہنے لگا"۔

(۱۵۶)

خاوند "سُنو بیوی! ہر بات کی حد ہُوا کرتی ہے - بلّی کو چھیچھڑے کھِلانے منظور - برتن مانجھنے منظور - اپنے کپڑے مرمّت کرنے منظور - لیکن چاہے اِدھر کی دُنیا اُدھر ہو جائے - مَیں بچّے کو اُلّو بنانے کے لئے زنانہ کپڑے کبھی نہیں پہناؤں گا"۔

(۱۵۷)

"اچھو میاں مدرسے سے روتا ہُوا آیا - باپ نے پُوچھا - کیا ہُوا؟ روتے کیوں ہو؟ اچھو میاں نے کہا - امتحان میں اوّل لڑکے کو جو ماسٹر جی چار آنے دیتے ہیں - وہ مَیں نے گنوا دیئے - باپ نے کہا - خیر چوّنی مجھ سے کو - مگر وُہ پیسے تم نے کیوں کر گنوائے - اچھو میاں نے کہا "مَیں پاس نہیں ہُوا - فیل ہو گیا - اِس لئے ماسٹر نے پیسے نہیں دیئے تھے"۔

(۱۵۸)

ماں "بیٹی! تم شرارت سے باز نہیں آتیں اِس لئے تمہیں دے کر کوئی اچھی سی لڑکی لے لوں گی"۔

لڑکی - (ہنس کر) "واہ اماں! ایسا نہیں ہو سکتا"۔

ماں - "کیوں - کیوں نہیں ہو سکتا؟"

لڑکی - "وُہ کَون بے وقوف ہے - جو مجھے لے کر اچھّی لڑکی دے گا - یہ مُبادلہ نا ممکن ہے"۔

(۱۵۹)

بیوی - مَیں افسوس کرتی ہوں - یہ میرا قصُور ہے - تمہارا حُقّہ اِس قدر مَیلا تھا کہ میں نے اُسے پٹرول سے خُوب صاف کیا۔

(۱۶۰)

ڈاکٹر "تمہارا طبّی مُعائنہ کر لیا - بظاہر تُم تندرُست ہو - لیکن تُمہارے والدین زندہ ہیں؟"

اُمیدوارِ مُلازمت - (سر کھُجا کر) "وُہ تو مر چُکے ہیں"۔

ڈاکٹر "کِس بیماری سے؟"

اُمیدوارِ مُلازمت "یہ تو یاد نہیں - مگر جس بیماری سے وُہ مرے - اُس میں تشویش اور خطرے کی کوئی بات نہ تھی"۔

—(۱۶۲)—

خاوند "پھر تم ہی جنٹلمین کی تعریف کرو"۔
بیوی "عورتوں کی لغات میں جنٹلمین وہ ہے کہ جب بیوی جھوٹ بولے تو وہ اُسے سچ سمجھے"۔

—(۱۶۳)—

اتفاق سے میاں بیوی دونوں شاعر تھے۔ بیچارے شاعر اکثر قلاش ہوتے ہیں۔ بیوی نت نئی فرمائش کرتی تھی۔ شاعر کا دم ناک میں تھا۔ ایک دن بیوی بولی:۔

بیوی۔ ع
اے میاں! میرے لئے آج مٹھائی لاؤ
میاں۔ (بات ٹال کر) ع
آج بیمار ہوں میں میری رضائی لاؤ
بیوی۔ ع
گر مٹھائی نہیں لاتے تو ملائی لاؤ
میاں۔ (انجان بن کر) ع
گر رضائی نہیں ملتی تو دُلائی لاؤ
بیوی۔ ع
گر ملائی نہ ملے نان خطائی لاؤ
میاں۔ (جھلا کر) ع

میرا سر کھانا ہے گر جاؤ قصائی لاؤ

—(۱۶۳)—

ماں "زاہد! تم سحری روز کھاتے ہو۔ مگر کیسی شرم کی بات ہے کہ روزہ نہیں رکھتے"۔
زاہد "اماں! تم نے بھی حد کر دی۔ کیا تم یہ چاہتی ہو کہ سحری بھی نہ کھاؤں۔ اور بالکل کافر ہو جاؤں"۔

—(۱۶۴)—

مسافر۔ میں ایسے میلے اور گندے تولیئے سے ہاتھ نہیں پونچھوں گا۔
بھٹیارن۔ اے میاں رہنے بھی دو۔ اسی تولیئے سے آج ستر اسی آدمی منہ پونچھ چکے ہیں۔ کسی نے بھی شکایت نہیں کی۔ اگر تمہیں ایسی ہی گھن آتی ہے۔ تو لو میرے لہنگے سے منہ پونچھ لو۔ اے میاں! میں بھول گئی۔ یہ صافی جو پڑی ہے۔ اس سے پونچھ لو۔

—(۱۶۵)—

ایک مولوی صاحب وعظ میں خیرات کی تعریف کر رہے تھے۔ سامعین میں ایک کنجوس مکھی چوس بھی موجود تھا۔ جب وعظ ختم ہوا۔ تو

بخیل اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ جناب
مولانا! واقعی خیرات بے نظیر ہے۔ آپ کی دُرفشانی
کے قربان۔ مَیں آج سے خیرات مانگا کروں گا
واقعی اِس کے بغیر گزارہ مشکل ہے ٭

(۱۶۶)

ایک امیر جس کا رنگ توے کی طرح کالا
تھا۔ فٹن پر سوار تھا۔ سامنے اُس کا نوعمر
لڑکا بیٹھا تھا۔ ایک مُنہ پھٹ فقیر نے سوال
کیا۔ کہ او کالے کوئلے! کچھ راہِ مولا دِلوا
جا۔ امیر نے مُنہ پھیر لیا۔ لڑکے نے جیب سے
ایک دو پیسہ نکال کر اُس کی طرف پھینکا۔ فقیر
ہنسا اور بولا۔ تلوار تو پھٹ پڑی تھی۔ مگر
نیمچہ کام کر گیا ٭

(۱۶۷)

وکیل:- "طلاق کی وجہ کیا لکھی جائے؟"
عورت:- "باہمی نااِتفاقی۔ مَیں کہتی ہوں
طلاق دو۔ میرا خاوند کہتا ہے۔ طلاق نہیں
دینا۔ یہ نااتفاقی ہے" ٭

(۱۶۸)

ایک کسان اور اُس کا تیرہ سال کا لڑکا
دونوں گاڑی سے اُترے۔ اسٹیشن پر کسان

نے لڑکے کو گود میں اُٹھا لیا۔ ٹکٹ کلکٹر نے
ٹکٹ مانگا۔ اور کہا۔ یہ لڑکا بارہ سال سے
اوپر کا ہے۔ اِس کا پُورا ٹکٹ دو۔ کِسان
نے بگڑ کر کہا گود کے بچے کا ٹکٹ مانگتا ہے۔
مَیں تیری رپورٹ کر دُونگا ٭

(۱۶۹)

ایک گنجے نے حجام کی دُکان پر جاکر کہا
حجامت بنوانی ہے۔ حجام نے کہا۔ مجھے
خورد بین لا دو۔ بسر و چشم حجامت کرنے کو
تیار ہوں ٭

(۱۷۰)

ایڈیٹر:- "کیوں کِس طرح آئے؟"
محرّر:- "نوکری کے لیئے" ٭
ایڈیٹر:- "غلیظ کے ہجے کرو" ٭
محرّر:- "غ-ل-ی-ز ٭ نہیں نہیں۔
غ-ل-ی-ذ ٭ نہیں ہاں، غ-ل-ی-ض ٭
نہیں نہیں۔ ہاں۔ غ-ل-ی-ظ" ٭
ایڈیٹر:- "کوئی اسامی خالی نہیں۔ تشریف
لے جایئے" ٭

(۱۷۱)

خریدار:- "کیا یہ مچھلی کُتّا مچھلی ہے؟"

ماہی گیر "نہیں جناب! آپ کیا فرما رہے
ہیں - جھاشیر ہے"
خریدار "تو یہ کُتے کی طرح دُم کیوں ہلا
رہی ہے - یہ ضرور کُتا مچھلی ہے"

(۱۷۲)

والد - برخوردار! تم نے کھانا کھا کر خدا
کا شکر کیوں نہیں کیا؟
لڑکا - ابا، اِس لئے کہ سالن میں نمک
زیادہ تھا - مزیدار نہ تھا

(۱۷۳)

عورت - (جو قبرستان میں کھڑی تھی)
"سُبحان اللہ! کیا اچھی جگہ ہے - یہاں کس قدر
امن ہے!"
گورکن - آپ بجا فرماتی ہیں - یہاں کے لوگ
بہت کم سخن ہیں

(۱۷۴)

جان کی عمر بیاسی (۸۲) اور جین کی بہتر
(۷۲) سال کی تھی
جان "دیکھو لڑکی! کیا تم مجھے قبول کرتی
ہو؟"
جین "نہیں میرا خیال ہے کہ میرے دل

میں تمہاری محبت نہیں"
جان "کچھ مضائقہ نہیں - چند سال کے بعد
خود بخود محبت ہو جائے گی"

(۱۷۵)

مُسافر "کیا یہ راستہ محفوظ ہے؟"
رہنما "قطعی اور بالکل محفوظ ہے - مگر اس
سے صرف لڑھکنا سخت خطرناک ہے"

(۱۷۶)

تاج "آج کل وزیر کون ہے؟"
والد "بیٹی! ہندو ہے"
تاج "تین سال ہوئے - وزیر مسلمان تھا -
اب وزیر ہندو ہے - اچھا وزیر ہے کہ مذہب
تبدیل کرتا رہتا ہے

(۱۷۷)

ظفر "کیا اب بھی نعمت اللہ تمہارے زیر
علاج ہے؟"
ڈاکٹر - جی نہیں - مَیں نے چند دن سے اُس
کا علاج چھوڑ دیا ہے
ظفر - مجھے بہت خوشی ہوئی تو اب وہ
خطرے سے باہر ہے

(۱۷۸)

تاج صبح اُٹھ کر دُعا مانگ رہی تھی کہ یا اللہ! امرت سر ہندوستان کا دار الحکومت ہو جائے۔ والدہ نے کہا۔ بیٹی تاج! یہ کیا کہہ رہی رہو۔ تاج بولی۔ امّاں جان! کل جغرافیہ کا اِمتحان تھا۔ پہلا سوال تھا۔ کہ ہندوستان کے دار الحکومت کا نام لکھو۔ مَیں نے لکھا۔ امرت سر۔ اب مَیں چاہتی ہُوں۔ کہ میرا جواب درست ہو جائے اور نمبر مل جائیں ٭

(۱۷۹)

تین بے وقوف چلے جا رہے تھے۔ ایک منار کو دیکھ کر اُن میں سے ایک کہنے لگا۔ اللہ اکبر! پہلے لوگ بھی کتنے لمبے قد کے ہوتے تھے؟ دُوسرے نے کہا۔ تُو بے وقوف ہے۔ اسے تو پہلے زمین پر بنایا گیا اور پھر سیدھا کھڑا کر دیا گیا۔ تیسرا بولا۔ "دونوں بے وقوف! بات در اصل یہ ہے کہ پہلے کنواں کھودا گیا اور پھر اسے اوندھا کر کے کھڑا کر دیا گیا ٭

(۱۸۰)

باپ۔ (خفا ہو کر) ارشد! تم کو شرم آنی

چاہیئے۔ تم جماعت میں سب سے اخیر نمبر پر پڑھتے ہو۔ شرم شرم" ٭

بیٹا" اونہہ۔ ہرج ہی کیا ہے۔ جو کچھ ماسٹر جی اوّل نمبر کو پڑھاتے ہیں۔ وُہی آخری نمبر کو!"

(۱۸۱)

ماں۔" بیٹا! یہ کیا بات ہے کہ تم ہمیشہ پڑھائی میں پیچھے رہتے ہو؟"

بیٹا" تاکہ امّاں جان! مَیں پڑھائی کا تعاقب کر سکوں۔ اور وہ کہیں چمپت نہ ہو جائے" ٭

(۱۸۲)

مریض" آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا۔ بھلا ڈاکٹر صاحب! مَیں آپ کا شکریہ کیونکر ادا کر سکتا ہوں؟"

ڈاکٹر" نقدی یا چک یا منی آرڈر کے ذریعے سے۔ یہ تو آسان بات ہے ٭

(۱۸۳)

خریدار۔ (خفا ہو کر)" بھلی نیّت سے دام واپس کر دو۔ یہ جُوتا تنگ ہے۔ اور مجھے پسند نہیں" ٭

دُکاندار" واہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟

خریدار: "تم نے اشتہار دے رکھا ہے کہ روپیہ ناپسند ہونے کی صورت میں واپس دے دیا جائے گا"

دکاندار: "مگر جو روپے تم نے دئے تھے۔ وہ کھرے تھے۔ اور ہمیں پسند تھے۔ اگر کھوٹے اور ناپسند ہوتے تو بڑی خوشی سے واپس کر دئے جاتے"

(۱۸۴)

ایک صاحب پُل پر جا رہے تھے۔ پاؤں جو پھسلا تو دھڑام سے دریا میں گر پڑے۔ بڑی مشکل سے لوگوں نے نکالا تو فرمانے لگے "یہ تمام میرے حافظے کا قصور ہے۔ مجھے یہ یاد ہی نہیں رہا کہ مجھے تیرنا آتا ہے"

(۱۸۵)

مٹھا: "دیکھو مچکو شاہ! نکوڑے شاہ نے مجھے پانچ روپے قرض نہ دئے۔ ایسا مطلب پرست انسان دنیا میں کوئی دوسرا نہ ہوگا"

مچکو شاہ: "واہ ایسے بہت ہیں۔ اور ان میں سے ایک میں ہوں"

(۱۸۶)

کرایہ دار: "یہ کوٹھڑی تنگ ہے"

مالک مکان: "واہ یہی تو خوبی ہے۔ جاڑے میں خرچ کم ہوگا۔ تھوڑے سے کوئلے سے گرم کر دیں گے"

(۱۸۷)

بیوی: "میاں! اب تمہارے زکام کا کیا حال ہے؟"

میاں: "تمہاری طرح یہ بھی ضدی ہے۔ پیچھا ہی نہیں چھوڑتا"

(۱۸۸)

اُستاد: "دیانتداری کی تعریف کرو"

شاگرد: "اگر میں پچاس روپے کا چیک لے کر بنک جاؤں۔ اور خزانچی مجھے ساٹھ دے دے تو پچاس نکال کر دس میں سے پانچ آپ رکھ لوں۔ اور پانچ خدا کے نام پر دے دوں۔ اس کا نام دیانتداری ہے"

(۱۸۹)

ساس: "تمہاری بیوی کی عمر چوبیس سال کی ہے"

خاوند: "وہ تو کہتی ہیں کہ اُن کی عمر بیس

سال کی ہے"؟

ساس "ہاں وہ بھی سچی ہے - کیونکہ چار سال کی عمر کے بعد اُسے گِننا آیا تھا"؎

——(۱۹۰)——

میراثن "بیوی! آج کیا پکا ہے"؟

بیوی - "سری اور کلیجی - ٹھہرو کھا کر جانا"؎

میراثن "مہربانی - آپ ہی کی سری اور کلیجی روز کھاتی ہوں"؎

——(۱۹۱)——

دو مُسافر اسٹیشن کو جا رہے تھے - امرت سر جانا تھا - وقت تنگ تھا - گاڑی دس بجے روانہ ہونی تھی - دونوں کے پاس گھڑیاں تھیں - دوڑے جا رہے تھے - گھبرا کر دونوں نے اپنی اپنی گھڑی وقت دیکھنے کو نکالی؎

۱ "کہو یار! کیا وقت ہے"؟

۲ "میری گھڑی میں پونے دس ہیں"؎

۱ "اوہ - یار تم جاؤ - تم پہنچ جاؤ گے - میری گھڑی میں پانچ منٹ ہیں - میں نہیں پہنچ سکتا - اِس لئے واپس جاتا ہوں"؎

——(۱۹۲)——

ماں - دیکھو حمید! تم بیٹھے ہو اور ماما

جھاڑو دے رہی ہے - یاد رکھو - گرد گردوں کے لئے زہر قاتل ہے"؎

حمید "اماں پھر تو مجھے ضرور گرد میں بیٹھنا چاہیے - تاکہ جلد اِن کا خاتمہ ہو جائے"؎

——(۱۹۳)——

آقا - دیکھو اگر کام ادھورا رہا - تو میں اور نوکر رکھ لونگا"؎

نوکر - حضور! خدا آپ کو سلامت رکھے - ضرور رکھ لیں - کام دو آدمیوں کا تھے؎

——(۱۹۴)——

خاوند "میں نے آج ایک بندر اپنی بیوی کو بطور تحفہ دیا ہے"؎

دوست "یار خوب سوجھی - اب وہ تمہاری عدم موجودگی میں کبھی اُداس نہ ہوگی"؎

——(۱۹۵)——

مجسٹریٹ "آخر اِس کا کیا مطلب کہ تم نے تین دن تک اپنی جورو سے بات نہیں کی - کیا وہ سچ کہتی ہے"؟

ملزم "حضور درست ہے - لیکن وہ چپ رہتی تو میں بولتا - قطع کلام میرے خیال میں تہذیب میں داخل نہیں"؎

(١٩٦)

میں اُسے مُلازم رکھونگا۔ جو بہت مضبوط اور طاقت ور ہو"۔

"تو حضُور مُجھے رکھ لیں۔ مَیں سب سے بہتر ہُوں۔ اِس کا ثبوت یہ ہَے کہ آج جتنے اُمّید دار آئے تھے۔ مَیں نے سب کو مار کر ہٹا دِیا"۔

(١٩٧)

لڑکی:"مجھے چینی جوڑنے کے لئے سیمنٹ اور ساتھ ہی مرہم درکار ہے"۔

دکاندار:"علیحدہ علیحدہ باندھوں یا ایک ہی جگہ؟"

لڑکی:"علیحدہ علیحدہ۔ سیمنٹ امّاں کو درکار ہے۔ وہ چائے دانی جوڑیں گی۔ اور مرہم ابّا کے لئے جن کے سر پر مار کر امّاں نے چائے دانی توڑی ہے"۔

(١٩٨)

لڑکا:"ابّا اِس کنجڑے کو چل کر خُوب پیٹو"۔

باپ:"وُہ کیوں۔ اِس نے میرا کیا لیا ہے؟"

لڑکا:"لو۔ دیکھ لو۔ یہ گنڈیری بالکل پھیکی ہے۔ اُس نے اِس میں چینی نہیں ڈالی"۔

(١٩٩)

بہن:"وزیر! تم کیوں کر سمجھتے ہو کہ زمین گول ہے؟"

وزیر:"آپا۔ زمین گول ہے کیوں کہ کتاب میں لکھا ہَے کہ وہ گول ہے۔ ماسٹر جی کہتے ہَیں کہ وُہ گول ہے۔ اور ابّا جان بھی کہا کرتے ہَیں کہ وہ گول ہے"۔

(٢٠٠)

خاوند:"کہاں سے آ رہی ہو؟"

بیوی:"بازار خرید و فروخت کے لئے گئی تھی"۔

خاوند:"یہ کیا لائی ہو؟"

بیوی:"یہ پیتل کا بورڈ ہے۔ اور اِس پر خدا بخش نام کھُدا ہُوا ہے"۔

خاوند:"بھلا یہ ہمارے کس کام آئے گا؟"

بیوی:"بہت سستا مل گیا ہے۔ بنواؤ تو پانچ روپے لاگت آئے۔ مَیں نے اٹھنّی دے کر خریدا ہے"۔

خاوند:"تم نے اٹھنّی بھی ضائع کی!"

بیوی:"اے واہ ممکن ہے کہ تم مر جاؤ۔ اور مَیں بیوہ ہو جاؤں۔ اور میری شادی ایک

ایسے شخص سے ہو۔ جس کا نام خدا بخش ہو تو کیا اُس وقت دروازے پر لگانے کے کام نہ آئے گا؟"

(۲۰۱)

لڑکا" ابّا! اخلاق کے کیا معنے ہیں؟"

باپ" بیٹا! اخلاق ایک فن ہے۔ جس سے تم لوگوں پر اپنی رائے جو اُن کی نسبت ہو۔ ظاہر نہیں ہونے دیتے"۔

(۲۰۲)

ایک شخص نے دوستوں کی دعوت کی۔ کھانا کھا کر سب دوست اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ میزبان شیخی باز اپنی شیخی جتانے کے لئے بولا۔ میرا ارادہ ہے کہ اب موٹر رکھوں۔ لینڈو کا فیشن نہیں رہا۔ میرے خیال میں اچھی موٹر کار دس ہزار میں آ جائے گی۔ مہمان اسے بہت دانشمند سمجھ رہے تھے کہ میزبان کا بیٹا جس کی عمر سات سال کی تھی۔ بول اُٹھا" ابّا! جب تم نے بائیسکل لی تھی تو ایک بدشکل پارسی ہر روز آتا تھا۔ اور تم چھپ جاتے تھے۔ اور امّاں کہا کرتی تھیں۔ وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ جب موٹر آئے گی تو کیا پھر وہ ہمارے گھر

آیا کرے گا؟"

(۲۰۳)

خاوند باہر سے آیا اور میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ بیوی نے چائے منگائی۔ اور ایک پلیٹ سامنے رکھ دی۔ جس میں کیک تھا۔ یہ بیوی نے خود بنایا تھا۔ خاوند نے بہ نظرِ غور کیک کی طرف دیکھا۔ اُس کے ماتھے پر بل پڑ گیا۔ پھر کیک کو ہاتھ میں اِس طرح اُٹھا لیا۔ گویا وزن کر رہا ہے۔ بیوی خاموش رہی۔ پھر جو خاوند نے کیک دونوں ہاتھوں میں لے کر خوب بھینچا۔ تو وہ بولی۔ میاں! تم مذاق کر رہے ہو؟ خاوند نے کہا۔ نہیں تو مذاق کی بات نہیں۔ تم نے اتفاقیہ عجیب کمال حاصل کر لیا ہے۔ اب ہم امیر ہو جائیں گے۔ اور ایسے کیک کی موجودگی میں اس شہر کے باشندوں کو ملتان سے روغنی اینٹوں کے منگانے کی ہرگز ہرگز ضرورت نہ ہوگی۔ اور اس کمرے میں اب فرش ہو ہی جائے گا۔

(۲۰۴)

حامد اور محمود ٹھنڈی سڑک پر ہوا کھا رہے تھے۔ یکایک حامد نے جھک کر ایک راہرو کو

سلام کیا۔ اور محمود سے کہا۔ میں ان کا بہت
زیر بار ہوں۔ محمود نے کہا۔ غالباً تم ان کی
بدولت شاہی ملازم ہوئے تھے۔ یا تمہارے
مُربی ہیں۔ حامد نے کہا۔ نہیں نہیں یہ بات
نہیں بلکہ میں ان کا کرایہ دار ہوں ؎

(۲۰۵)

خاوند "اے بیوی! دیکھو تو بچے کس قدر
غل مچا رہے ہیں۔ میرا تو دماغ چاٹ گئے۔ کیا
تم سے یہ خاموش نہیں ہو سکتے؟"
بیوی "اے واہ میاں! تم بھی عجیب ہو۔
بچپن کی عمر میں بچے کھیلا کودا ہی کرتے
ہیں۔ اب کیا میں ان کا گلا گھونٹ دوں؟"
خاوند "تم جانو۔ میرا ارادہ تھا کہ اگر یہ
خاموش ہو جاتے۔ تو میں سستا کر صندوق کھولتا
اور نہیں جھومر کے لئے روپے دیتا؟"
بیوی "یہ بچے بہت شوخ ہیں۔ تم سچ کہتے
ہو۔ سنتے ہو جاؤ۔ اور چارپائی پر لیٹ کر
سو جاؤ۔ اگر اب کسی نے آواز نکالی تو
خون ہی پی لونگی"۔

(۲۰۶)

ایک گاڑی جس میں سامان آرائش لدا ہوا

تھا۔ ایک دکان کے سامنے آ کر ٹھہری۔ گاڑیبان
اسباب اُتارنے لگا۔ ایک چھوٹا لڑکا آیا۔ اور
بیلوں کو پراٹھے کھلانے لگا۔ گاڑیبان بہت
خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ شاباش بیٹا! شاباش۔
نیک لڑکے ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ بے زبانوں
پر رحم ضرور کرنا چاہئے۔ دیکھو تو۔ بیل کیسے
خوش ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ پراٹھے اپنی
اماں جان سے پوچھ کر تو لائے تھے نا؟ لڑکے
نے جواب دیا۔ نہیں ماموں جان! یہ پراٹھے
اماں جان نے نہیں دئے۔ یہ اسی گاڑی
پر توبڑے میں بندھے رکھے تھے ؎
گاڑیبان۔ ارے تیرا ستیاناس۔ کمبخت! یہ
میری روٹی تھی۔ مجھے بھوکا مارا ؎

(۲۰۷)

دو بچے اپنی گلی میں کھیل رہے تھے۔ ایک
ڈاکٹر صاحب پاس سے گزرے ؎
ڈاکٹر "کہو میاں! کیسے ہو؟" ؎
بڑا لڑکا "جناب! ہم نہیں بتا سکتے"
ڈاکٹر "وہ کیوں؟"
بڑا لڑکا "جناب! پرسوں جو آپ آئے
تھے اور پوچھا تھا کہ تم کیسے ہو تو ابا

سے پانچ روپے اینٹھ لئے تھے۔ ابا روز روز روپے آپ کے لئے کہاں سے لائینگے؟"

(۲۰۸)

مجسٹریٹ: "تم عادی مجرم ہو۔ مجھے تمہاری قسموں کا اعتبار نہیں۔ جو بات تم مُنہ سے نکالو گے۔ مَیں یہ سمجھوں گا کہ غلط ہے اور جھوٹ"۔

ملزم: "ہاں! تو لو۔ مَیں اقبالِ جُرم کرتا ہوں۔ میری رہائی کا حکم دیجئے۔ قولِ مرداں جاں دارد"۔

(۲۰۹)

تھیٹر میں ایک دراز قد آدمی داخل ہوا۔ لوگوں نے تالی بجائی۔ ایک اجنبی نے سبب دریافت کیا تو اُس کے ساتھی نے جواب دیا کہ یہ شخص بڑا بہادر ہے۔ اسے شہسوار کہنا چاہئے۔ اجنبی نے دریافت کیا۔ اِس نے کیا بہادری کی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سرکس کا تماشا ہو رہا تھا۔ ایک شیر پنجرے سے نکل آیا۔ لوگ چیخیں مارنے، اور بھاگنے لگے۔ اُس وقت یہ جوان چپکے سے اُٹھا اور شیر کے خالی پنجرے میں جا کر دروازہ بند

کر لیا۔ شیر تو باہر کا باہر رہا۔ یہ پنجرے کے اندر دروازہ بند کر کے جا بیٹھا۔ اور اندر سے کنڈی لگا لی۔

(۲۱۰)

میاں: "یہ صبح صبح اذان سے پہلے کوٹھے پر کون گا رہا تھا؟"

بیوی: "مَیں گا رہی تھی۔ کیوں تم کیوں پوچھتے ہو؟"

میاں: "آئندہ کسی اور سُر میں گایا کرو۔ چراغ نے سمجھا۔ کہ ریل کا گھگو بج رہا ہے۔ ...... وُہ گھبرا کر وقت سے پہلے کارخانے کی طرف اُٹھ دوڑا۔ بیچارے کو بہت تکلیف ہوئی۔ جب وہاں گیا تو کارخانہ ابھی بند تھا"۔

(۲۱۱)

کرنیل: "سپاہی! تمہارا برش جس سے تم دانت صاف کرتے ہو۔ کہاں ہے؟" سپاہی نے جوتا صاف کرنے کا ایک برش دکھایا۔ کرنیل نے خفا ہو کر کہا۔ "تمہارا مطلب یہ ہے۔ کہ اِتنا بڑا برش تمہارے مُنہ میں سما جاتا ہے"۔ سپاہی نے گڑگڑا کر کہا۔ "نہیں آقا! بلکہ مَیں دانت

مُنہ سے صاف کرنے کے وقت باہر نکال لیتا
ہُوں۔ اور صاف کرکے مُنہ میں رکھ لیتا ہُوں ؀

(۲۱۲)

ایک بخیل کا چھوٹا بچہ پونڈ نگل گیا۔ بخیل
نے ہرچند کوشش کی۔ مگر وہ اُس کے معدے
سے باہر نہ ہُوا۔ بہت ست پٹایا۔ آخر پکڑ
کر بچے کو بنک لے گیا۔ اور کہا۔ میرے
حساب میں اِسے جمع کر لو۔ اِس میں پندرہ
روپے ہیں ؀

(۲۱۳)

پچھے شاہ اپنے دوست نکوڑے شاہ سے
ملنے گئے۔ نکوڑے شاہ مشہور کنجوس تھے۔
نصف گھنٹہ اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔
جب پچھے شاہ چلنے لگے تو نکوڑے شاہ بولے۔
کہو یار! تمہاری کیا خاطر کی جائے؟
پچھے شاہ نے کہا۔ تمہاری مرضی۔ کوئی
ٹھنڈی چیز ہو۔ نکوڑے شاہ نے اُٹھ کر
کھڑکی کھول دی۔ جس میں سے سرد ہوا کا
جھونکا اندر آگیا۔ اور بولے۔ دیکھئے کیسی
مفرح ہے۔ اور برف سے بڑھ کر سرد ؀

(۲۱۴)

ایک رسالے کے مالک نے جو بہت چلتا پُرزہ
تھا۔ اپنا رسالہ ایک ڈاکٹر کو بھیجا۔ اور ساتھ ہی
خط میں پانچ روپے کا بل ملفوف کر دیا۔
خط میں لکھا تھا۔ میں بلا طلب اِس لیئے بھیجتا
ہوں کہ مجھے یقین ہے۔ آپ علمِ ادب کے
سرپرست ہیں۔ ڈاکٹر نے رسالہ رکھ لیا۔ اور
دیوانگی کا ایک نسخہ خط کے ساتھ بھیج دیا۔
مضمونِ خط یہ تھا کہ میری فیس پانچ روپے فی
نسخہ ہے رسالہ سال بھر جاری رہے۔ چندہ
پیشگی ادا کر دیا ہے۔ حساب صاف ہوگیا ؀

(۲۱۵)

ایک دیہاتی ڈاک خانے گیا۔ اور ٹکٹ مانگا۔
بابو نے کہا۔ چودھری! کیسا ٹکٹ درکار ہے؟
دیہاتی نے کہا۔ بابو جی! کوئی موٹا ٹکٹ دو۔
خط افریقہ جائے گا۔ جو بہت دُور ہے۔ پتلا
میں نہیں لیتا۔ راستے میں پھٹ جائے گا ؀

(۲۱۶)

" ایک شاعر کی بیوی کے ہاں دو بچے توام
پیدا ہُوئے۔ جب دائی نے اُنہیں اطلاع دی۔
تو مسکرا کر بولے۔ کہ" آخر شاعر کی بیوی تھی۔

اس وقت بھی مبالغے سے نہ چوکی"۔

(۲۱۷)

امیر "سائیں! تمہاری کہانی کھوکھلی اور کم وزن ہے"۔

فقیر "جی ہاں - پیٹ کے اندر جو کچھ نہیں - خالی شکم ہیں سے اور کیا بر آمد ہو سکتا ہے؟"

(۲۱۸)

ایک بخیل مر رہا تھا۔ چارپائی کے ارد گرد اُس کا کنبہ موجود تھا۔ بیٹے نے پوچھا "ابا! آپ کا قرضہ کس کس کے ذمے ہے" بخیل نے ایک درجن آدمیوں کے نام اور رقمیں لکھا دیں۔ پھر بیٹے نے پوچھا "ابا! اب یہ تو فرمائیے کہ آپ کے ذمے کس کس کا قرضہ ہے"۔ تو بخیل نے بجیں بجیں ہو کر جواب دیا "جسے کچھ لینا ہو گا۔ وہ آپ ہی جب مرنے لگے گا۔ بتا دے گا"۔

(۲۱۹)

مولوی صاحب "یہ بچے غل کیوں مچا رہے ہیں؟"

بیوی "چھت سے ایک چھپکلی گر کر پلنگ

پر آ پڑی ہے"۔

مولوی - عجب بد تمیز ہو۔ چھپکلی نہ کہو۔ مخفی شگوفہ کہو۔ عالم فاضل ہو کر گنواروں کی بولی بولتی ہو۔ چھپ بمعنی مخفی۔ کلی بمعنی شگوفہ۔

(۲۲۰)

جیل کا داروغہ "دیکھو۔ آج تم جیل سے رہا ہوتے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ چوری نہ کرو گے"۔

قیدی "جناب! جناب! ......"

داروغہ "تم جاتے کیوں نہیں۔ یہاں کیوں کھڑے ہو۔ اب اپنے گھر جاؤ"۔

قیدی "مگر جناب! میرا سندھیوا (آلۂ نقب) تو مجھے مل جائے۔ اُس کے بغیر کہاں جاؤں؟"

(۲۲۱)

کسی دفتر میں ایک محافظ دفتر کہیں سے تبدیل ہو کر آیا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک الماری ردی اور بے کار دستاویزوں سے بھری پڑی ہے۔ وہ ہیڈ کلرک کے پاس گیا۔ اور کہا "حکم دیں۔ تو یہ ردی دستاویزیں جلا دی جائیں"۔

ہیڈ کلرک نے کہا۔ اچھا تمہاری مرضی! جلا دو۔ مگر پہلے اِن سب کی ایک ایک نقل کر لو۔ تا کہ

وقتِ ضرورت کام آئے ۔

(۲۲۲)

سپاہی " جناب ڈاکٹر صاحب! آپ ہر روز میرے زخم پر نشتر لگاتے ہیں۔ اور مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ آخر اِس کا مطلب؟"

ڈاکٹر " مَیں اس میں گولی تلاش کرتا ہوں"۔

سپاہی " تو پہلے کیوں نہیں کہا۔ وُہ گولی تو میری جیب میں پہلے دن سے ہے"۔

(۲۲۳)

زاہد " تم بیوی کو کیوں نہیں لاتے؟"

ارشد " اتنی توفیق نہیں کہ مکان لُوں"۔

زاہد " خُسر کے ساتھ جا رہو"۔

ارشد " وہ پہلے ہی خانہ داماد ہیں"۔

(۲۲۴)

ایک حکیم صاحب کو نسیان کا عارضہ تھا۔ اُنھوں نے اپنے مطب کے دروازے پر اشتہار لگا دیا کہ ہم ہر روز تین بجے مشورے کے لئے موجود رہتے ہیں۔ ایک دِن وُہ گھر سے باہر گئے۔ اور دو بجے آ گئے۔ اب لگے انتظار آپ کرنے کہ کب تین بجیں اور میں آؤں"۔

(۲۲۵)

میونسپل کمشنر " مَیں گورنمنٹ سے زمین مانگنا چاہتا ہوں۔ کہاں لُوں؟"

وکیل " مرگھٹ میں یا قبرستان میں"۔

(۲۲۶)

" کیا تم نے کچھ سُنا۔ مسز عبدالرحمٰن نیند میں چلتی ہیں؟"

" کیسی حماقت ہے۔ جب اُن کے گھر میں فٹن اور موٹر موجود ہے"۔

(۲۲۷)

زمیندار " مَیں نے قسم کھائی ہے۔ کہ دوست سے کبھی قرضہ نہ لُونگا"۔

ساہوکار " شاباش! آؤ تم اور مَیں دوست بن جائیں"۔

(۲۲۸)

بیٹی " کیا امّاں! مَیں سب سے اچھی ہوں؟"

ماں " وُہ کیوں کر بیٹی؟"

بیٹی " تم کسی نوکرانی کو دس دن بھی ٹکنے نہیں دیتیں۔ اور مجھے دس سال سے رکھا ہے۔ نہیں نکالا"۔

(۲۲۹)

اُستاد " فرض کرو کہ میں مدرسے سے باہر جاؤں۔ مجھے کوئی شخص مُکّا مار کر گرا دے۔ میرا سر پتھر سے ٹکرائے۔ اور میں مر جاؤں۔ تو نتیجہ کیا ہو؟"

شاگرد " ہمیں چھٹی مل جائے" ۔

(۲۳۰)

ڈاکٹر " آہ! ہم اس جہان میں ڈاکٹروں کے بہت دشمن ہیں" ۔

مریض " اور وہ دوسرے جہان میں اس سے بھی زیادہ"

(۲۳۱)

شُہدا " پنڈت جی! اگر سُؤر کا وزن چار من ہو۔ تو ریچھ کا کتنا ہُوا؟"

پنڈت " تم ترازو میں بیٹھ جاؤ۔ میں بتا دوں گا" ۔

(۲۳۲)

لڑکا " ابّا! ہم اسکول نہیں جائیں گے" ۔

باپ " کیوں بیٹا! کیا ہُوا؟"

لڑکا " ماسٹر پاگل ہوگیا ہے۔ کبھی کچھ کہتا ہے۔ کبھی کچھ۔ کل کہتا تھا۔ چار اور ایک

پانچ ہوتے ہیں۔ آج کہنے لگا۔ دو اور تین پانچ ہوتے ہیں" ۔

(۲۳۳)

" تم نے تین جگہ نوکری کی اور کوئی سرٹیفکیٹ نہیں۔ یہ کیا؟

" جی ہاں۔ جس کی نوکری کی۔ وہی مر گیا" ۔

(۲۳۴)

مریض۔ کم بخت تیرا بُرا ہو۔ میرے تین دانت نکال ڈالے۔ میں نے تو کہا تھا۔ صرف ایک نکالو ۔

جرّاح۔ یار! چُپ بھی رہو۔ کوکین زیادہ استعمال ہوگئی تھی ناحق ضائع جاتی ۔

(۲۳۵)

ہمسایہ " داؤد خاں! کہاں سے آ رہے ہو؟"

داؤد خاں " ایک غریب عورت کے لئے آٹے کی بوری لایا ہوں" ۔

ہمسایہ " آفرین! تم بڑے سخی ہو۔ وہ کون عورت ہے بھلا؟"

داؤد خاں " میری بیوی" ۔

(۲۳۶)

خریدار " مجھے کالی مرغی کے ایک درجن

انڈے درکار ہیں"۔

دکاندار:" یہ ٹوکری انڈوں سے بھری پڑی ہے۔ مگر مَیں نہیں کہہ سکتا کہ ان میں کون سے کالی مُرغی کے ہیں۔ اور کون سے سُرخ یا سفید کے۔ اگر تم کالی مُرغی کے انڈے معلوم کر سکتے ہو تو اِن میں سے چُن لو"۔

خریدار:" لیجئے۔ یہ بارہ انڈے مَیں نے چُن دیئے"۔

دُکاندار:" حضرت! آپ کو کیوں کر معلوم ہو گیا کہ یہ کالی مُرغی کے انڈے ہیں"۔

خریدار:" اس طرح کہ یہ سب بڑے بڑے ہیں۔ کالی مُرغی ہمیشہ بڑے انڈے دیتی ہے۔ چھوٹے نہیں دیتی"۔

(۲۳۷)

ایک آیا بچّے کو گود میں لئے دریا کے کنارے کھڑی تھی۔ اتفاقاً بچّہ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں گر گیا۔ آیا چلّائی۔ ایک سپاہی قریب کھڑا تھا۔ دوڑا اور کود کر بچّے کو نکال لایا۔ تماشائی جو کنارے پر کھڑے تھے۔ سپاہی کی تعریف کرنے لگے۔ آیا نے چیں بجبیں ہو کر کہا۔ ارے جاتا کہاں ہے؟ بچّے

پھر دریا میں غوطہ لگانا ہوگا۔ ارے واہ! بچّے کے ہاتھ میں جو گڑیا تھی۔ وہ تو پانی ہی میں رہ گئی۔ بھلی نیّت سے اُسے بھی دریا سے نکال۔ ورنہ گڑیا کے دام دے۔

(۲۳۸)

ساہُوکار:" کیا تم بھول گئے کہ تمہیں میرے پانچ روپے دینے ہیں؟"

مقروض:" ابھی نہیں۔ چند دن کے بعد"۔

(۲۳۹)

مالک مکان:" آپ کے ذمّے دو ماہ کا کرایہ ہو گیا۔ جس طرح ہو سکے۔ جلد ادا کرو"۔

کرایہ دار:(جو حکیم دنداں تھا) نقد نہیں دے سکتا۔ ایک دو تین جتنے چاہو۔ دانت نکلوا لو۔ کیوں۔ لاؤں زنبور؟

(۲۴۰)

بچّہ:" امّاں اگر چینی کا پھولدان ٹوٹ جائے تو تم کیا کرو؟"

ماں:(بچّے کی طرف آنکھیں نکال کر) "مارتے مارتے پھولدان توڑنے والے کی

کھال اُدھیڑ دوں"۔

بچہ "تو امّاں! قینچی جلد سنبھالو۔ ابّا سے پھولدان ٹوٹ گیا ہے"۔

(۲۴۱)

مجسٹریٹ "تمہارا استغاثہ یہ ہے کہ خاوند نے تمہارے بال نوچے"۔

عورت "جی ہاں حضور!"

مجسٹریٹ "کیا جب بال نچے تو تم نے چیخ ماری؟"

عورت "حضور! اگر میں اُس وقت وہاں موجود ہوتی تو جس وقت اُس نے بال نوچے تھے۔ ضرور چیخ مارتی"۔

(۲۴۲)

گاڑی چلنے کو تیار تھی۔ ٹی۔ ٹی۔ ای ٹکٹ دیکھنے کے لئے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ وہاں دو مُسافر بیٹھے آپس میں لڑ رہے تھے۔ دونوں کا مُنہ غصے سے نیلا پیلا ہو رہا تھا۔

ایک مُسافر "تم گدھے ہو"۔

دوسرا مُسافر "تم گدھے کے بچے ہو"۔

ٹکٹ ایگزیمنر "اب چونکہ باپ نے بیٹے

کو پہچان لیا ہے۔ بہتر ہے کہ دونوں ٹکٹ دکھا دو"۔

(۲۴۳)

ایک محفل میں گانا ہو رہا تھا۔ اُستاد سارنگی اور شاگرد طبلہ بجا رہا تھا۔ مگر بے تال۔ صبح کا وقت تھا۔ گویا بھیرویں گا رہا تھا۔ مگر شاگرد کی بد تمیزی کے باعث سُر سے باہر ہُوا جاتا تھا۔ جب گانا ہو چکا تو شاگرد نے از راہِ غرور اُستاد کی طرف دیکھا اور کہا۔ اُستاد! جب میں طبلہ بجا رہا تھا تو مجھے ایسا معلوم ہُوا۔ جیسے بھیرویں سر پر ہاتھ رکھے میرے رُو برُو کھڑی ہے۔ اُستاد بھرا بیٹھا تھا۔ بول اُٹھا۔ کہ غریب کیوں کر سر چھپاتی۔ تمہاری چپت بازی نے اُس کے سر پر ایک بال نہیں چھوڑا۔ تم نے بیچاری کے دھول مار مار کر اُسے گنجا کر دیا۔

(۲۴۴)

"اِس سُوٹ کی سلائی بیس روپے ہے"۔

"تم غلط کہتے ہو۔ اس قدر قیمت نہیں ہو سکتی۔ مجھے یقین نہیں آتا"۔

"اجی جناب! یہ سمن دیکھ لیجیے۔ درزی

نے اس سلائی کا دعویٰ مجھ پر کر رکھا ہے"۔

(۲۴۵)

ایک بخیل اپنے چچیرے بھائی کا مہمان ہوا۔ اور بہت دن ٹھہرا رہا۔ ایک دن صاحب خانہ کی چھوٹی لڑکی اس کے پاس آئی۔ اور کہنے لگی۔ چچا! کیا تم آدم خور ہو؟ بخیل نے کہا۔ نہیں بیٹا! یہ تم کیونکر کہتی ہو؟ لڑکی نے کہا۔ نہیں چچا! تم آدم خور ضرور ہو۔ پھر اماں جان کیوں کل کہہ رہی تھیں کہ تمہارا گزارا رشتہ داروں پر ہے۔

(۲۴۶)

ایک شخص کا بچہ بیمار تھا۔ اس نے خادم کو حکم دے دیا تھا کہ ہر روز صبح ڈاکٹر کے ہاں جائے۔ پہلے بہت بہت سلام کہے۔ پھر مزاج پوچھے۔ اور آخر مریض کا حال بتائے۔ ایک دن خادم حسب معمول جا کر کہنے لگا۔ جناب حکیم صاحب! میاں نے بہت بہت سلام کہا ہے۔ آپ کا مزاج پوچھا ہے۔ لڑکا رات کو آٹھ بجے مر گیا ہے۔ یہ وہ نسخہ ہے جو کل دیا تھا۔ آج کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲۴۷)

بچہ۔ "اماں! میں نے آج بہت برا خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک بھالو آیا۔ اور مجھے توم کر رکھ دیا۔ اچھی اماں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟"

اماں۔ (لاٹھی اٹھا کر) "اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مجھے معلوم ہو گیا۔ مٹھائی جو میں نے کنستر میں رکھی تھی کیا ہوئی اور کہاں گئی؟"

(۲۴۸)

مچکو شاہ کے رخسارے سوجے ہوئے تھے۔ آنکھ پر سیاہ نشان تھا۔ ناک سے خون بہ رہا تھا۔ لوگوں کو اس پر رحم آیا۔ ایک نے اس کا بازو پکڑ کر کہا۔ آؤ میاں! تمہیں تمہارے گھر پہنچا دیں۔ تمہاری جورو منتظر ہو گی۔ مچکو شاہ نے آہ کی اور کہا۔ بھائی صاحب! رہنے دیجئے۔ میرے چہرے پر محترمہ اہلیہ صاحبہ کی مہربانی کے اشتہار پہلے سے موجود ہیں۔ کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔ اب زیادہ گنجائش نہیں۔

(۲۴۹)

آندھی چل رہی تھی۔ ہوا فراٹے بھر رہی تھی۔ بادل گرج رہا تھا۔ یکایک بجلی کڑک کر

مکان کے ایک حصّے پر گری اور افیونی ملازم کی چارپائی اُلٹ گئی۔ افیونی مُلازم اُٹھا۔ آنکھیں ملیں۔ جمائی لی۔ اور بولا۔ بیوی خفا کیوں ہوتی ہو۔ جاگ تو رہا ہوں۔

(۲۵۰)

عورت کی گود میں بچّہ تھا۔ وہ رو رہی تھی۔ ایک جنٹلمین ملا اور بولا۔ مائی! روتی کیوں ہو؟ اُس نے کہا۔ جناب بچّہ بیمار ہے۔ مسجد میں لے گئی تھی۔ مولوی صاحب تعویذ نہیں دیتے۔ کہتے ہیں۔ سوا روپیہ ہدیہ لاؤ۔ میرے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ جنٹلمین نے اُسے پانچ روپے کا نوٹ دے کر کہا۔ "جاؤ۔ سوا روپیہ مولوی صاحب کو دو۔ اور باقی مجھے لا دو" عورت گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد تعویذ لے کر آ گئی۔ اور پونے چار روپے اپنے مُربّی کو واپس کر کے دعائیں دینے لگی۔ جنٹلمین نے کہا "شاباش! ہم سب کو نیکی کرنی چاہیئے۔ اب ہم سب خوش ہیں۔ مولوی صاحب کو فیس مل گئی۔ تمہیں تعویذ مل گیا۔ اور میرا جعلی نوٹ چل گیا۔

(۲۵۱)

ایک کانٹے والے نے ڈرائیور کی دعوت کی۔ ڈرائیور بہت پی گیا۔ اور دوست سے کہنے لگا۔ بھائی! میرا سر چکرا رہا ہے۔ مجھے گھر پہنچا دو۔ راہ میں ایک دُکان کے باہر سُرخ لالٹین کے آئینے انگارے کی طرح چمک رہے تھے۔ ڈرائیور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کانٹے والے نے چاہا۔ کہ چلے۔ مگر وہ ستون بن گیا۔ آخر جھلّا کر بولا۔ یار اندھے ہو۔ کیا سُرخ جھنڈی نظر نہیں آتی؟ جب تک سبز جھنڈی نہ دیکھوں۔ کیونکر چل سکتا ہوں۔

(۲۵۲)

ماں "خبردار جو اب کھانے کے بعد اُنگلیاں چاٹیں"۔

بادشاہ میاں۔ (بچّے کا نام) نہایت سنجیدگی سے۔ "امّاں اُنگلی نہیں چاٹ رہا۔ دال چاٹ رہا ہوں"۔

ماں "ہٹو میرے سر پر کھڑے ہو کر مت چیخو"۔

بادشاہ میاں۔ "امّاں! سر پر کہاں کھڑا ہوں زمین پر تو کھڑا ہوں"۔

(۲۵۳)

مریض:۔ "جناب ڈاکٹر صاحب! مَیں ڈاکٹر شرما کا لیکچر سُن کر سیدھا آپ کی خدمت میں آ رہا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ضرور میرے گُردوں میں کچھ خرابی ہے"۔

ڈاکٹر:۔ "لیکن بھائی! یہ مرض عجیب ہے۔ اس میں بیمار کو کسی قسم کی تکلیف یا درد محسوس نہیں ہوتا"۔

مریض:۔ "بس تو میرے گُردوں کی خیر نہیں میرے نہ تو کہیں درد ہے۔ نہ تکلیف۔ خدا کے لئے مجھے بچاؤ۔ مَیں مرا"۔

(۲۵۴)

ماما۔ بیگم! کیا یہ لڑکیاں اور لڑکے سب آپ کے بچے ہیں؟

بیگم:۔ "یہ سب میرے بچے ہیں۔ مگر تم کیوں پُوچھتی ہو؟"

ماما:۔ "عجیب بات ہے۔ اگر بھائی بہن ہوتے تو ضرور آپس میں لڑتے جھگڑتے۔ یہ تو اس طرح بیٹھے ہیں۔ جیسے اجنبی ہیں۔ آپس میں کچھ واسطہ یا تعلق ہی نہیں"۔

(۲۵۵)

مجسٹریٹ:۔ "تم کب پیدا ہوئے تھے؟"

مُلزم نے کچھ جواب نہ دیا۔ خاموش رہا۔

مجسٹریٹ:۔ "تمہاری سالگرہ کب ہوگی؟"

مُلزم:۔ "یار رہنے بھی دو۔ کیا مُفت کی ٹر ٹر لگا رکھی ہے۔ تم کونسا تحفہ دو گے۔ جو سالگرہ کی تاریخ پُوچھتے ہو؟"

(۲۵۶)

زاہد علی اور عابد علی کی بہت دوستی تھی۔ مدّت کے بعد ملے:۔

زاہد:۔ "ارے تمہارے سامنے کے دانت کیوں ٹوٹ گئے۔ اور ناک کی کوٹھی کیوں بیٹھ گئی؟"

عابد:۔ "یار! کیا بتاؤں۔ اہلیہ صاحبہ ہر روز کہا کرتی تھیں۔ کہ اگر خاوند بہادر نہ ہو۔ تو وہ گدھے اور کُتّے کے برابر ہے۔ غیرت نے مجھے مجبور کیا۔ کہ اب بہادر بن کر دکھانا چاہئے۔ پرسوں گوشت لینے گیا۔ قصاب نے گستاخی کی۔ مَیں نے تھپڑ مارا۔ کمبخت پہلوان ہے۔ دو دانت اور ناک دے کر بہادری کی سند حاصل کی۔ اُف۔ اُف۔ ابھی تک بند بند درد کرتا ہے"۔

(۲۵۷)

مُسافر:"کیا مَیں گاڑی پکڑ سکتا ہُوں؟"
ٹکٹ کلکٹر:"یہ تمہاری طاقتِ رفتار پر منحصر ہے"۔
مسافر:"وہ کیونکر؟"
ٹکٹ کلکٹر:"کیونکہ گاڑی کو روانہ ہوئے پانچ منٹ ہو چکے ہیں"۔

(۲۵۸)

میاں رنگو بیوی سے بہت ڈرتے تھے۔ کیا مجال کہ نو بجے کے بعد گھر سے باہر رہیں۔ ایک دن کسی محفل میں گیارہ بج گئے۔ راہ میں ایک ڈھول خریدا اور جب گھر میں قدم رکھا تو اُسے بجانے لگے۔ تاکہ ڈھول کی آواز میں اُن کے قدموں کی آہٹ بیوی کو معلوم نہ ہو۔ اور چپکے سے اپنے کمرے میں چلے جائیں۔

(۲۵۹)

بچہ:"اماں! رات کو میرے بستر میں ایک کھٹمل تھا!"
ماں:"نہیں بیٹا"۔
بچہ:"اماں! سچ کہتا ہُوں کہ تھا"۔

ماں:"بھلا وہ کیسا تھا"۔
بچہ:"خبر نہیں۔ مَیں نے اُس کا چہرہ نہیں دیکھا تھا"۔

(۲۶۰)

میاں:"آج میرا اُسترا بال نہیں کاٹتا"۔
بیوی:"معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے بال موم جامے سے زیادہ سخت ہیں۔ کل مَیں نے اِسی اُسترے سے موم جامہ کاٹا تھا"۔

(۲۶۱)

جج:"یہ تمہارے ساتھ کون عورت ہے؟"
مقروض:"جناب یہ میری منسوبہ کی بہن کے خاوند کی ماں ہے"۔
جج۔"اِس مقدمے کو کسی فرصت کے وقت حل کریں گے۔ کوئی اور مقدمہ پیش ہو"۔
جج:"کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟"
عورت:"اے حضور۔ ابھی تو میری عمر صرف سینتالیس سال کی ہے۔ آپ ہی ہو جائے گی۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے"۔

(۲۶۲)

چھوٹا لڑکا:"ابا! جب اماں گاتی ہیں تو آنکھیں کیوں بند کر لیتی ہیں؟"

باپ :- بیٹا! تمہاری اماں بڑی رحم دل ہیں"۔

چھوٹا لڑکا :- میں نہیں سمجھا"۔

باپ :- یعنی اُن کی سخت اور کرخت آواز سے جو لوگوں کے کانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہ اُسے دیکھ نہیں سکتیں"۔

(۲۶۳)

ماں :- بیٹا! آج تم نے مدرسے میں کیا پڑھا؟"

بیٹا :- اماں! تنگ نہ کرو۔ کیا تم مجھے سبق پڑھاؤ گی۔ کہ بتاؤں؟"

(۲۶۴)

سیٹھ :- بیوی! تم چپ رہتی ہو۔ کیا تم ایک بھی ہو؟"

سیٹھانی :- تم بھی تو دل کا حال نہیں بتاتے۔ کیا تم روزنامچہ ہو؟"

(۲۶۵)

ڈاکٹر :- کیوں بیٹا! کیا تم تکلیف میں ہو؟"

بیمار :- ڈاکٹر صاحب! میں تکلیف میں نہیں بلکہ تکلیف مجھ میں ہے"۔

(۲۶۶)

شاعر۔ (خفا ہو کر) "جو نظم میں نے رات لکھی تھی۔ وہ مجھے نہیں ملتی۔ کہاں گئی؟ غالباً ننھے نے انگیٹھی میں ڈال دی ہوگی"۔

بیوی :- میاں! عقل کی بات کرو۔ ننھا اگر نظم پڑھ سکتا۔ تو مجھے یقین بھی آ جاتا۔ یہ کسی ایسے شخص کا کام ہے۔ جو اُسے پڑھ سکتا تھا"۔

(۲۶۷)

ڈاکٹر :- آج تم نے کتنی شراب پی؟"

مریض :- چھ گلاس"۔

ڈاکٹر :- غضب کیا۔ میں نے تو کہا تھا۔ تین سے زیادہ نہ پیو"۔

مریض :- جناب آپ سے پوچھا تو آپ نے کہا * تین۔ پھر دوسرے ڈاکٹر صاحب آئے تو انہوں نے فرمایا۔ تین۔ تین آپ کی طرف سے۔ تین اُن کی طرف سے۔ کل چھ ہو گئے"۔

(۲۶۸)

بیٹا :- ابا! زمین کانپتی کیوں ہے؟"

کاشتکار :- لگانوں اور ٹیکسوں کے بوجھ

سے بیٹا!"

(۲۶۹)

کلن "تم خر دماغ ہو"۔
جمن "اگر پھر کہا - تو سر توڑ دوں گا"۔
کلن "سمجھ لو کہ مَیں نے پھر کہہ دیا"۔
جمن "تو سمجھ لو - کہ مَیں نے تمہارا سر توڑ دیا"۔

(۲۷۰)

شکاری - میرا نشانہ خالی نہیں گیا - میں نے اپنی آنکھ سے تیتر کے پر ہوا میں اُڑتے ہوئے دیکھے ہیں"۔
خادم "جناب! پر تو اب بھی اُڑ رہے ہیں"۔

(۲۷۱)

چھوٹا بچہ - اماں! پیارا کتا آج بہت میلا ہو رہا ہے - آپ کی رائے میں اسے نہلانا چاہیئے - یا زبان سے چاٹ چاٹ کر صاف کرنا چاہیئے"۔

(۲۷۲)

مریض "دانت میں درد ہے"۔
ڈاکٹر - (دانت دیکھ کر) "نکلوانا پڑے گا"۔

مریض "کیونکر؟"
ڈاکٹر "بے ہوش کر کے"۔
مریض جیب سے روپے نکال کر شمار کرنے لگا
ڈاکٹر "جلدی کیا ہے - دانت نکلوا کر فیس دے دینا"۔
مریض "آپ سمجھے نہیں - چونکہ آپ مجھے بے ہوش کرینگے - اس لئے دیکھ تو لوں میری جیب میں کتنے روپے ہیں"۔

(۲۷۳)

وکیل "ڈاکٹر صاحب! آپ نے کبھی کسی ڈاکٹر کی ڈاکٹری بھی کی ہے؟"
ڈاکٹر "کیوں نہیں"۔
وکیل "کیا ڈاکٹر کی ڈاکٹری ڈاکٹر اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے؟ یا ڈاکٹر ڈاکٹر کی ڈاکٹری ڈاکٹر کی مرضی کے مطابق کرتا ہے؟"
ڈاکٹر صاحب نے پاکٹ کیس سے نشتر فصد کے لئے نکال لیا۔

(۲۷۴)

ایک عورت اپنی سہیلی کے ہاں بغرض ملاقات گئی - اور اُسے وہاں ایک ننھے بچے کی زبانی

یہ سُن کر تعجب ہوُا۔ کہ وہ بچہ فرانسیسی زبان سے واقف ہے۔ چنانچہ وُہ اس سے یوں ہمکلام ہوئی :-

عورت۔ رونی (بچّے کا نام) کیا تم واقعی سچ کہتے ہو کہ تم فرانسیسی زبان سے واقف ہو؟ مجھے تو یہ ایک اعجوبہ معلوم ہوتا ہے ؞

رونی۔ ہاں میں بالکل ٹھیک کہتا ہوں۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب میرے ماں باپ چائے کے وقت آپس میں فرانسیسی زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔ تو میں سمجھ جاتا ہوں۔ کہ مجھے کیسٹر آئل پینے کو ملے گا ؞

(۲۷۵)

دو جوشیلے صحت قائم رکھنے کے طریقوں پر آپس میں بحث کر رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا "یعنی! میرا خیال ہے کہ تم اب بھی ہر روز صبح کا غسل کرتے ہو گے" دوسرے نے جوش و خروش سے جواب دیا۔ "میں کبھی اس سے غافل نہیں رہتا۔ بعض اوقات گرم پانی سے نہاتا ہوں۔ بعض اوقات سرد پانی سے۔ لیکن جب مجھے کام پر جانے کی جلدی ہوتی ہے۔ تو فرض کر لیتا ہوں کہ

میں نے غسل کر لیا ہے" ؞

(۲۷۶)

مرد۔ (اپنی منگیتر سے) پیاری! میں نے انگوٹھی بننے کے لئے حکم دے دیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہاری پسند کے کون سے ایسے الفاظ ہیں۔ جو اُس پر کھدوائے جائیں؟

عورت۔ (جو ایک پبلشر کی لڑکی ہے) "جملہ حقوق محفوظ ہیں" نہایت موزوں رہیں گے ؞

(۲۷۷)

الف۔ کیا تم بتا سکتی ہو۔ کہ کیتھرین نے کیوں اس امر پر اصرار کیا۔ کہ اس کی شادی ہوائی جہاز میں ہو؟

ب۔ وُہ ایسی خود پسند واقع ہوئی ہے کہ میں خیال کرتی ہوں کہ اُس نے یہ سوچا ہو گا۔ کہ روئے زمین پر کوئی ایسا مرد نہیں۔ جو اس سے شادی کے قابل سمجھا جائے ؞

(۲۷۸)

مرد۔ بیوی سے میں نے گزشتہ شب ایک ایسا خواب دیکھا۔ جو حقیقی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے خواب میں تم سے شادی کے لئے درخواست کی۔ اور تم نے کہا کہ میں اس بارے میں تمہارے

باپ کے پاس جاؤں ۔

عورت۔ ہاں! تو پھر میرے باپ نے تم سے کیا کہا؟

مرد۔ خواب کا یہ حصہ کچھ ٹھیک یاد نہیں۔ مگر میں اتنا ضرور جانتا ہوں۔ کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اور میں نے اپنے آپ کو فرش پر گرا پایا۔

(۲۷۹)

لڑکا۔ میرے اُستاد نے کہا ہے۔ کہ زمین گول ہے۔ لہٰذا میں اگر مشرق کو جانا چاہوں۔ تو مغرب کی جانب سے جاکر وہاں پہنچ سکتا ہوں۔ تو کیا ابّا جان میں ایسا نہیں کرسکتا؟

باپ۔ ہاں صاحب زادے! جب تم بڑے ہوگے۔ تو ٹیکسی (کرائے کی موٹر) چلاؤ گے۔

(۲۸۰)

ایک سوداگر کسی ایسے شہر میں گیا جہاں چوریاں بہت ہوتی تھیں۔ رات کو ملازم نے گھوڑے کی رکھوالی کی ذمہ داری اپنے ذمّہ لی۔ اور آقا سو گیا۔ ملازم نے پہرہ دینا شروع کیا۔ رات کا ایک تہائی حصہ گزرا تو آقا نے ملازم کو آواز دی۔ پوچھا کیا کر رہے ہو؟

جواب دیا "میں سوچ رہا ہوں کہ خدا نے زمین کو کیسے بچھایا۔" آقا نے کہا "گھوڑے کو چور نہ لے جائیں۔" کہا حضور بے فکر رہیں۔ دو تہائی رات گذری تو آقا نے پھر پوچھا "کیا کر رہے ہو؟" کہا "میں سوچتا ہوں خدا نے آسمان کو کس طرح بے ستونوں کے قائم کیا۔" آقا نے کہا "مجھے اندیشہ ہے کہ تم سوچتے رہو اور گھوڑے کو چور لے جائیں۔" جواب دیا "حضور بے فکر رہیں۔ غلام ہوشیار ہے۔" صبح ہوتے پھر پوچھا تو جواب دیا کہ میں سوچ رہا ہوں کہ گھوڑے کو تو چور لے گئے اب زین میرے سر پر رکھی جائے گی یا آپ کے؟

(۲۸۱)

رئیس۔ مجھے تو اس قسم کا نوکر درکار ہے۔ جو بہت ہی کفایت شعار ہو!

امیدوار۔ جی ہاں! بندہ اسی قسم کا ہے۔ سابق آقا نے مجھے اسی وجہ سے موقوف کر دیا تھا۔

رئیس۔ اِس لئے موقوف کر دیا کہ تم کفایت شعار ہو؟

امیدوار۔ ہاں حضور! اسی لئے کہ بندہ کفایت شعاری سے مالک کے کپڑے پہن لیا کرتا تھا۔

—(۲۸۲)—

اُستاد - ہمیں تعلیم دی گئی ہے - کہ اگر کوئی شخص تمہارے رُخسارے پر طمانچہ مارے تو دُوسرا بھی اُس کے آگے کر دو - کہو - ایڈ ورڈ! کیسی پاکیزہ تعلیم ہے!

ایڈورڈ - ہاں ہے تو عمدہ تعلیم!

اُستاد - اب بتاؤ - اگر کوئی لڑکا تمہارے گال پر تھپڑ مارے - تو تم کیا کرو گے؟

ایڈورڈ - مَیں دیکھوں گا کہ وہ کس قدر قامت کا ہے!

—(۲۸۳)—

ڈاکٹر - کیا کل کی کانوں کی دوا نے آپ کے بھائی کو فائدہ پہنچایا؟

مریض کا بھائی - ہاں ڈاکٹر صاحب! بہت فائدہ پہنچایا - کئی سال ہوئے - وُہ کچھ نہیں سُنتا تھا - مگر دوا کے استعمال کے بعد اُس نے امریکہ سے اپنے - ایک دوست کی خبر سُنی ۔

—(۲۸۴)—

ایک شریف - (جو دل کا کمزور اور دیہاتی تھا) خدمت گار! ہمارے لئے تھوڑا سا برّہ اور کچھ آلو لاؤ ۔

ہوٹل کا ملازم :- "ایک برّہ اور ایک آلو" یہ کہ کر خدمت گار چلا - لیکن شریف آدمی نے اُسے پھر پُکارا"۔

شریف - خدمت گار! خدمت گار!! دیکھو، برّہ اس سے ذرا سا کم اور آلو اُس سے ذرا سا زیادہ لانا ۔

—(۲۸۵)—

لڑکی - (والدین سے) چونکہ آپ چاہتے ہیں کہ میری شادی اُس بوڑھے میکش سے جو بڑا مالدار ہے - ہو جائے - لہٰذا مجھے بھی منظور ہے - اگرچہ وُہ ستّر (۷۰) برس کا بوڑھا کھوسٹ ہے ۔

ماں - ستّر (۷۰) کا کہاں؟ اُس کی عمر تو صرف ساٹھ (۶۰) سال کی ہے ۔

لڑکی - تو اُس سے کہہ دیجئے کہ ابھی دس سال اور انتظار کرے - پھر مجھ سے دریافت کیجئے ۔

—(۲۸۶)—

امجد :- بھائی ارشد! تمہارے کوٹ کی کتر بیونت بہت نفیس ہے - کس درزی نے قطع کیا ہے؟ کیا تم مجھے اس کا پتہ بتا سکتے ہو -

کہ کہاں رہتا ہے؟"
ارشد۔ "بڑی خوشی سے۔ لیکن برائے خدا
کہیں میرا پتہ اُس درزی کو نہ بتا دینا ۔

(۲۸۷)

رحمت۔ یار! تمہاری بڑی عمر ہے۔ اچھا ہوا
کہ تم مل گئے۔ مجھے اس وقت ایک روپے
کی ضرورت ہے۔ کیا قرض دے سکتے ہو؟
برکت۔ افسوس ہے۔ میری جیب میں صرف
ایک اٹھنّی ہے ۔
رحمت۔ خیر۔ اٹھنّی دے دو۔ باقی آٹھ آنے
پھر دے دینا۔ تمہارے ذمّے رہے ۔

(۲۸۸)

سید مٹھا لاہور کے ایک بازار کا نام ہے۔
سید پیٹھے شاہ کو جھوٹ بولنے کی بڑی عادت
ہے۔ آپ جہلم سے لاہور آئے۔ اور جب
واپس گئے تو لگے شیخی بگھارنے کہ تمام لاہور
کی سیر کی ہے۔ اور ہر ایک سے ملا ہوں۔ ایک
نے کہا۔ سید مٹھے کی نسبت تمہاری کیا رائے
ہے۔ پیٹھے شاہ گھبرا کر بولے۔ "جی ہاں۔ اُن
کے مکان پر گیا تھا۔ وہ ہوا خوری کے لئے گئے
ہوئے تھے۔ اس لئے مُلاقات نہ ہو سکی ۔

(۲۸۹)

مسافر۔ "قلی! او قلی!! تعجب ہے۔ یہ آدمی
نہ بولتا ہے۔ نہ ادھر آتا ہے" ۔
گارڈ۔ "جناب! یہ قلی گونگا اور بہرہ ہے" ۔

(۲۹۰)

"بانو! کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ اس
وقت تمہارا شوہر کہاں ہے؟"
"جی ابھی نہیں بتا سکتی۔ کیونکہ میں بیوہ
ہوں" ۔

(۲۹۱)

"تعجب ہے کہ لباس جو عورت کا سنگار
ہے۔ مرد کے گلے کا ہار ہے" ۔

(۲۹۲)

مُصنّف۔ "اڈیٹر صاحب! میں اپنی تازہ
تصنیف ریویو کے لئے بھیج چکا ہوں۔ کہئے
آپ کی کیا رائے ہے؟"
اڈیٹر۔ "بذریعۂ ڈاک اطلاع دونگا" ۔
مصنّف۔ "وہ کیوں؟"
اڈیٹر۔ "اِس لئے کہ میں تم سے لڑنا نہیں
چاہتا" ۔

(۲۹۳)

مجسٹریٹ "میں تمہیں بارہ ماہ قید کی سزا
دیتا ہوں - تم نے حکومت کی سخت بدنامی
کی ہے" ؎

ملزم - (جو شاعر تھا) ایک سال کیوں نہیں
کہتے - ماقل و دل ہے

من نہ آنم کہ دو صد مصرع رنگیں گویم
مثل فرہاد یکے گویم و شیریں گویم

(۲۹۴)

خاوند "بیوی! افسوس ہے کہ تم نے مجھے
کبھی گرم کھانا نہیں دیا" ؎

بیوی "اے واہ! ابھی کل ہی تو اُبلا
ہوا انڈا دیا تھا" ؎

(۲۹۵)

بیوی "میرے تھپڑ سے تمہارے ماتھے پر
ورم نہیں ہوا" ؎

خاوند - تو شاید میرے وہم کے تھپڑ سے
ہوا ہوگا" ؎

(۲۹۶)

گواہ "آپ نے کیا سوال کیا تھا؟ پھر
فرمایئے" ؎

وکیل - (سوچ کر) "میں بھول گیا" ؎

(۲۹۷)

مجسٹریٹ "تم کو تین دن جیل میں رہنا ہوگا" ؎

ملزم "کیا میں اپنا چینی کا سامان چائے
ساتھ لے جا سکتا ہوں؟"

(۲۹۸)

بیوی "ہمارا کتا کسی کام کا نہیں - مفت
کھانے کی پڑی ہے"

خاوند - کیوں نہیں - ابھی کل ساہوکار تقاضا
کرنے آیا تھا تو اُس نے اُسے کاٹا ؎

(۲۹۹)

مقروض جاٹ جب ساہوکار کے گھڑی گھڑی
کے تقاضے سے تنگ آگیا تو ایک روز اُس
کو گاؤں سے باہر لے جا کر کہا کہ لو تمہارا
قرضہ ابھی بے باق کرتا ہوں - یہ کہہ کر جاٹ
ایک درخت پر چڑھ گیا اور اپنی پگڑی اتار
کر لگا پھانسی بننے ؎

ساہوکار - (گھبرا کر) خدا کے لئے یہ کام
نہ کرو - اور نیچے اُتر آؤ -

جاٹ - تم نے مجھ کو بہت تنگ کر رکھا
ہے - اور اس کے سوا کوئی چارہ نہیں - کہ خود

کُشتی کر لُوں ؎

ساہُوکار - مَیں نہایت مِنّت سے کہتا ہُوں کہ نیچے آ جاؤ - مَیں دس روپے چھوڑ دیتا ہُوں ؎

جاٹ - ہرگز نہیں ؎

ساہُوکار - اچھا چلو - بیس روپے نہ دینا ؎

جاٹ - اُوں - اُوں ؎

ساہوکار - پرمیشر کا واسطہ دیتا ہُوں - اب نیچے اُتر آؤ - پچاس روپے تم کو معاف کرتا ہُوں - اَور باقی پچاس مجھے دے دینا ؎

یہ سُن کر جاٹ نیچے اُتر آیا - اَور دونوں گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے - رستے میں ساہوکار نے کہا "چودھری ! باقی روپے کب ادا کرو گے ؟" جاٹ نے جواب دیا - "سیٹھ ! تم کو تسلّی رکھنی چاہیئے - جہاں پچاس روپے ہنستے کھیلتے ادا کر دئے - وہاں باقی بھی اِسی طرح ادا ہو جائیں گے ؟" ساہوکار خفیف سا ہو گیا - اَور پھر کبھی تقاضا نہ کیا ؎

——(۳۰۰)——

مَیں وکیل ہوں - عام طور پر وکیلوں کے پاس جاٹ اَور زمیندار لوگوں کا زیادہ آنا جانا رہتا ہے - گرمیوں کا موسم تھا اور ستمبر کا مہینہ

شام ہونے کو تھی - میرے ایک مؤکّل جوان بخش اپنے مقدّمے کی بابت مشورہ لینے آئے - آئے وہ بڑی دُور سے تھے - اور پیاس سے بہت بیتاب ہو رہے تھے - میرے ہاں اُس وقت دفتر ہی میں مائی شکر بی بی اپنے معصوم بچے شربت خاں کے ساتھ پیاسوں کی آؤ بھگت میں مشغول تھی - جوان بخش نے پہلے مُنہ لگایا - پھر کچھ زبان درازی کی - اِس بیچاری نے اپنی سوتیلی بہن بدہضمی کو جو کبھی کبھی اپنی پیاری ہمشیرہ کی مدد کو آیا جایا کرتی تھی - ساتھ لے لیا - مُرشکی اَور سیری دو بہنیں جو اِن دونوں کا حال سُن کر ڈھونڈھتی پھرتی تھیں - وہیں آ نکلیں - اور ان دونوں کے ساتھ ہو لیں - چاروں نے جا کر معدے خاں تھانیدار کو رپورٹ کر دی - لگی دُہائیاں دینے - تھانیدار صاحب نے ابتدائی رپورٹ مرتّب کر کے فوراً اجابت بیگ ہیڈ کانسٹیبل کو مسلّح کر کے تفتیش پر روانہ کر دیا - اُس نے پیچ و تاب کھا کر پکڑ لیا - اَور کہا - اسی وقت اُٹھ اَور ساری رات اُٹھک بیٹھک کر - صبح میرے منشی نے مجھے اِس واقعے کی خبر دی - آخر رہائی کی تدبیریں

سوچنی پڑیں - حکیم جلاب چند اچھے با عزت
نو جوان آدمی میرے واقف ایک عطار کی
دکان پر کھڑے ہوئے نظر آئے - بڑی منت
و سماجت کے بعد اُن کی ضمانت دلا کر
جوان بخش کی رہائی کی صورت نکالی ٭

(۳۰۱)

ایک بے علم کابلی افغان انگریزی ہوٹل میں
جا نکلا - اور کھانا مانگا - جب مچھلی اور کباب
کھا چکا تو خادم پنیر کا ٹین لایا - افغان
نے بگڑ کر کہا - یہ کیا ہے؟ خادم نے گھبرا
کر جواب دیا کہ خاص ولایتی پنیر ہے -
افغان آگ ہو گیا - زمین پر لات مار کر بولا -
او بد مذہب بر پدر تو لعنت - ام کو (ہم کو)
باسی پنیر دیتا ہے - ولایت سے ایک مہینے
میں یہاں پنیر آتا ہے - باسی ہے - ام نہیں
کھائے گا - یہ تندورا اچھا نہیں - ام جاتا ہے -
یہ کہا اور دام دئے بغیر کھسک گیا ٭

(۳۰۲)

"اگر تم تنگ دست ہو تو اتنے ملازم کیوں
رکھ چھوڑے ہیں؟"
"تاکہ اِن سے قرض لوں ٭"

(۳۰۳)

معلم - بکر! تم کو کس نے بنایا ہے؟
بکر - مجھے معلوم نہیں ٭
معلم - واہ دیکھو - زید تم سے چھوٹا ہے -
وہ بتا دے گا ٭
بکر - جی ہاں - وہ اس لئے بتا دے گا کہ
وہ تازہ تازہ بنا ہے - اس لئے اُس کو اپنا
بنانے والا یاد ہے - اور مجھے بنے ہوئے
عرصہ ہو چکا ہے - مجھے یاد نہیں رہا ٭

(۳۰۴)

سرجن - جلدی کرو - اوزار لاؤ - مریض
کی ٹانگ کو کاٹنا ہے ٭
طالب علم - مگر جناب صرف ہڈی ٹوٹی
ہے - اور جُڑ سکتی ہے ٭
سرجن - ممکن ہے - جُڑ جائے - مگر اس
وقت مریض بے ہوش ہے - اس موقع کو
غنیمت سمجھنا چاہئے ٭

(۳۰۵)

مریض - میری آنکھوں کا ملاحظہ فرمائیں ٭
ڈاکٹر - کیا ہے - کچھ بھی نہیں - مجھے اِن
میں کچھ دکھائی نہیں دیتا ٭

مریض۔ چہ خوش؟ ہم اور آپ ایک ہی کشتی کے سوار نکلے ۔

(۳۰۶)

لڑکا "ابا! کچھ دیکھا۔ بھرتی کرنے والے صاحب کے خیمے کے باہر یہ کیا کھڑا ہے؟"
باپ "گدھا کھڑا ہے۔ اور کیا ہے؟"
لڑکا "تو ابا! کیا یہ بھی بھرتی ہونے آیا ہے؟"

(۳۰۷)

ایک مصنوعی لیڈر چلا چلا کر لیکچر دے رہا تھا۔ جوش میں آ کر اُچھلنے لگا۔ چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور مُنہ کف آلود۔ سامعین میں ایک پنج سالہ لڑکا باپ کے ساتھ موجود تھا۔ اور مصنوعی لیڈر کی طرف سے سہما ہُوا تھا۔ آخر باپ سے کہنے لگا۔ ابا! تم نے بھی حد کر دی۔ آج ہی تم لاٹھی نہیں لائے۔ اگر یہ ہماری طرف آ گیا۔ تو ہم کیا کریں گے؟ ۔

(۳۰۸)

سادہ لوح مہمان۔ (جو رشتہ داروں سے ملاقات کے لئے آیا ہُوا تھا) ہمیں ایسا کھانا گھر میں کم ملتا ہے ۔

میزبان کا بیٹا۔ اور ہمیں بھی روز تھوڑا ہی ملتا ہے ۔

(۳۰۹)

دولت مند مریض۔ میری صحت بگڑ گئی ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ موٹا ہوتا جاتا ہُوں ۔
طبیب۔ گوشت چھوڑ دو۔ صاف پانی پیو۔ صرف سبزی کھاؤ ۔
مریض۔ جناب معاف کیجئے۔ میرے ابا جان بیل نہ تھے کہ میں صرف سبزی کھاؤں۔ اور میری والدہ مکرمہ مچھلی نہ تھیں کہ صرف پانی پیوں ۔

(۳۱۰)

"میں نے سُنا ہے کہ مس کیتھرائن ایک ماہر ایکٹر کے ساتھ شادی کر رہی ہیں"۔
"اچھا۔ مگر اس میں اُنہوں نے کیا دیکھا؟"

(۳۱۱)

امیر آقا۔ کریم! تم نے اپنی پہلی ملازمت کیوں چھوڑی تھی؟
نیا ملازم۔ حضور پہلے مالک کے غرور سے پریشان ہو کر۔ یہ امیر لوگوں کی کچھ عجیب عادتیں ہوتی ہیں ۔

(۳۱۲)

ایک شخص بھوک سے بیتاب ہو رہا تھا۔ اور تو کچھ تھا نہیں۔ پاؤں میں آنٹی ڈال کھجور کے درخت پر چڑھ گیا۔ اور کھجوریں کھانے میں ایسا محو ہوا کہ آنٹی پاؤں سے نکل زمین پر آ رہی۔ جب پیٹ بھر گیا تو اُترنے کی فکر ہوئی۔ جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو دل میں یہ منت مان کر کہ اگر میں صحیح سلامت اُتر گیا تو ایک اونٹ خدا کی راہ میں قربان کرونگا۔ کھجور پر سے کھسکا۔ راستے میں نیت بدلی اور کہا بکرے کی قربانی ٹھیک ہے۔ جب زمین کے قریب آ رہا تھا تو بکرے کی جگہ مرغ کی نیت کی۔ زمین پر پاؤں رکھا ہی تھا کہ ایک موٹے مچھر نے پیشانی میں کاٹا اور اُس نے ہاتھ سے اُسے مسل ڈالا اور بولا گیا خدا کی قدرت ہے۔ میرا مرغ بھی بچ گیا اور قربانی بھی ہو گئی ۔

(۳۱۳)

ماں۔ دیکھو بیٹا! اس قدر مت چھینکو ۔

بیٹا۔ (جس کو زکام ہو رہا تھا) امی! میں تو نہیں چھینک رہا۔ چھینک ہی آ جاتی ہے ۔

(۳۱۴)

"میں نے سنا ہے۔ آپ کا لڑکا موٹر سائیکل

چلانے میں بڑا اعلیٰ ریکارڈ قائم کر رہا ہے"۔

"جی۔ دس بارہ مرتبہ ہسپتال جا چکا ہے"۔

(۳۱۵)

"آپ کی موٹر کار کس طرح چل رہی ہے؟"

"پٹرول ڈالا جاتا ہے۔ اور ڈرائیور چلاتا ہے"۔

(۳۱۶)

"معاف کیجئے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ کتا آپ ہی کا تھا۔ جس نے ایک خاتون کو کل راستے میں جاتے ہوئے کاٹ لیا"۔

"جی ہاں۔ آپ کا خیال صحیح ہے۔ کتا تو اعلیٰ قسم کا ہے۔ مگر ذرا وحشی سا ہے"۔

"اچھا۔ تو یہ ہڈیاں آپ کے اعلیٰ کتے کی حاضر ہیں۔ وہ خاتون میری ساس تھی"۔

(۳۱۷)

مس براؤن۔ تمہارے شوہر آج کل کیا کر رہے ہیں؟

مس گرین۔ آج کل وہ تصویریں لیتے ہوتے رہتے ہیں۔

مس براؤن۔ تصویریں۔ خوب۔ تصویروں کے متعلق وہ کیا بات چیت کرتے ہیں؟

رمس گرین - چھ شلنگ - نو شلنگ اور
اسی طرح کی بولی بولتے پھرتے ہیں ۔

(۳۱۸)

ایک دوست - آپ کو رُخصت کیوں نہیں
مل جائے گی ؟ اپنے افسر سے کہ دینا کہ دادا
یا نانا کے جنازے میں شریک ہونا ہے ۔
دوسرا دوست - یہ صحیح ہے - مگر اموات -
پیدائش اور نکاح کے رجسٹروں کا تعلق تو
مجھی سے ہے - اور حاکم صیغہ کے پاس روزانہ
رپورٹ کرنی ہوتی ہے ۔

(۳۱۹)

بچّہ - (دانت کے درد سے چلّاتے ہوئے)
امّی ! یہ درد تمہارے ہی ہوتا تو اچھا تھا ۔
ماں - بیٹا ! تکلیف تو مجھے بھی ہوتی ۔
بچّہ - مگر امّی ! تم تو اپنے دانت نکلوا دیتیں ۔

(۳۲۰)

انشورنس ایجنٹ - آپ کی دُکان میں لکڑی
کا سامان زیادہ ہے - آگ کا بیمہ آپ کے
لئے نہایت ضروری ہے ۔
دُکاندار - جی نہیں - کوئی ضرورت نہیں -
آگ بجھانے کا انجن میری دُکان کے قریب

ہی ہے ۔

(۳۲۱)

ملازم - جناب ! میں دفتر میں تین آدمیوں
کا کام کرتا ہوں - لیکن ابھی تک آپ نے
میری تنخواہ میں اضافہ نہیں کیا ۔
منیجر - فی الحال ترقی تو مشکل ہے - لیکن
اگر تم ان آدمیوں کے نام بتا دو - جن کا
کام کرتے ہو تو انہیں موقوف کر دوں ۔

(۳۲۲)

ایک دوست - کل رات میری بیوی نے
مجھ سے کہا - مکان کے پچھلے حصّے میں چور
معلوم ہوتا ہے - جب میں نے جا کر دیکھا - تو
وہاں کوئی بھی نہ تھا ۔
دوسرا دوست - لیکن تمہیں اس بات کا
یقین کیونکر آ گیا کہ تمہاری بیوی کو دھوکا
ہوا ہے ۔

(۳۲۳)

ایک مذہبی عورت جیل خانے میں قیدیوں
کی اصلاح اور وعظ کرنے گئی - اُس نے ایک
قیدی سے جس کے متعلق اُس نے سُن لیا تھا -
کہ وہ شرابی ہے - کہا -

آہ۔ شراب کی عادت ہی قید خانے میں
لائی۔ خدا تجھ پر رحم کرے ٭

قیدی نے بگڑ کر کہا۔ اندھی ہو گئی ہے۔ تو
مجھے اس قدر احمق خیال کرتی ہے کہ میں
جیل اور شراب خانے میں تمیز نہیں کر سکتا؟

(۳۲۴)

ماں۔ تم بُرے لڑکوں کے ساتھ کیوں کھیلتے
ہو۔ اچھے لڑکوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتے؟

بیٹا۔ اُن کی مائیں اُنہیں میرے ساتھ نہیں
کھیلنے دیتیں ٭

(۳۲۵)

انگریز لڑکی۔ مجھ سے بہت دفعہ شادی کی
درخواست کی جا چکی ہے ٭

عاشق۔ کس نے درخواست کی تھی؟

لڑکی۔ پاپا اور ماما نے ٭

(۳۲۶)

بیوی۔ تم اب مجھ سے محبت نہیں کرتے۔
جب میں روتی ہوں۔ تو تم نہیں پوچھتے کہ کیوں
روتی ہو؟

خاوند۔ نہیں۔ محبت تو مجھے اب بھی شدید
ہے۔ لیکن تم جانتی ہو پیاری! میری تنخواہ کس

قدر قلیل ہے!

(۳۲۷)

"کیا تم اپنی لڑکی کی شادی میں شریک نہیں
تھے؟"

"نہیں۔ میں دولہا میاں کے لئے کام تلاش
کر رہا تھا" ٭

(۳۲۸)

حجاج نے ایک ایسے شخص سے جو اُسے جانتا
نہیں تھا حجاج کی بابت دریافت کیا۔ اُس نے
بہت گالیاں دیں۔ حجاج نے کہا مجھے پہچانتے ہو؟
حجاج ہوں۔ اُس نے کہا اور مجھے بھی پہچانتے ہو؟ مراقی
ہوں۔ حجاج ہنس پڑا ٭

(۳۲۹)

ڈاکٹر۔ صرف آپریشن ہی آپ کی زندگی کو
بچا سکتا ہے ٭

مریض۔ آپریشن کی فیس کیا ہوگی؟

ڈاکٹر۔ صرف پچاس پونڈ ٭

مریض۔ میرے پاس تو اس قدر روپیہ نہیں ٭

ڈاکٹر۔ اچھا۔ تو میں کوئی اور علاج تجویز
کرتا ہوں ٭

(۳۳۰)

خاوند - مَیں نے رات خواب میں دیکھا کہ تمہاری والدہ کے لئے کوئی تحفہ خرید رہا ہُوں ۔

بیوی - اچھا، کیا خرید رہے تھے - ریشم کے تھان ؟

خاوند - نہیں - مَیں دوا فروش کی دُکان میں تھا ۔

(۳۳۱)

حمیدہ - امّاں ! بچّوں کو گھر میں جانے کی اجازت نہیں ؟

ماں - معلوم نہیں - مَیں نے کبھی خیال نہیں کیا - دیکھنا - یہ کون بچّہ رو رہا ہے - اختر سے کہنا - آتش بازی چلانا بند کرے - اب وہ دیکھو - رشید اور شریف جھگڑ رہے ہیں - سرور کسی کو گلی میں گالیاں دے رہا ہے - کہنا - باہر سے اُسے بُلا کر لائے - اور یہ اختر نے تو کان کے پردے پھاڑ دئے باجا بجا بجا کر ۔

(۳۳۲)

ایک قیدی کی کوئی چیز قید خانے میں کھوئی گئی - جب داروغہ معائنے کے لئے آیا تو اُس نے کہا - جناب یہ جگہ محفوظ نہیں - مَیں کہتا ہُوں

یہاں ضرور کوئی چور ہے ۔

(۳۳۳)

وکیل - (جرح کرتے ہوئے) کیا یہ واقعہ نہیں کہ دیوانگی تمہارے خاندان میں موروثی مرض ہے ؟

گواہ - ممکن ہے - ایسا ہو - میرے دادا وکیل تھے ۔

(۳۳۴)

"ارے بھائی ! تم یہ اینٹ لئے کیوں پھرتے ہو ؟"

"مَیں اپنا مکان فروخت کرنا چاہتا ہُوں - یہ نمونہ ہے" ۔

(۳۳۵)

جج - تم متواتر پندرہ سال سے چوری کر رہے ہو کیا اس عادت کو ترک نہیں کرو گے ؟

ملزم - جناب ! یہ میری فرصت کے اوقات کا واحد مشغلہ ہے ۔

(۳۳۶)

خسر - گزشتہ سال تم نے میری لڑکی کو مجھ سے جُدا کر لیا - تم نے اس سے شادی کی اور اپنے گھر لے گئے ۔

داماد۔ مَیں اپنی غلطی پر نادم ہُوں ٭

(۳۳۷)

"مَیں اپنی سُسرال جا رہا ہُوں۔ تم میرے ساتھ چلوگے؟"

"مَیں ہر مصیبت میں تمہارا شریک رہا ہُوں۔ کیوں نہ چلوں گا" ٭

(۳۳۸)

مصنّف۔ تم نے دیکھا۔ مَیں نے سوسائٹی کی تمام ریاکاریوں کا پردہ اپنی جدید کتاب میں فاش کر دیا ہے ٭

دوست۔ ہاں۔ مَیں نے اِس قدر ریاکارانہ کوئی کتاب نہیں پڑھی ٭

(۳۳۹)

ڈاکٹر۔ اگر تم شراب اَور حُقّہ نہ چھوڑوگے۔ تو ایک سال کے اندر مر جاؤگے ٭

مریض۔ لیکن آپ نے پانچ سال پہلے بھی یہی فرمایا تھا ٭

ڈاکٹر۔ اچھا کبھی نہ کبھی تو مروگے ہی ٭

(۳۴۰)

جماعت میں اُستاد دَورانِ خُون پر لیکچر دے رہا تھا۔ اُس نے کہا۔ اگر میں سر کے بل کھڑا

ہو جاؤں تو تمام خون سر میں آ جائیگا۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟

لڑکے۔ ہاں ٹھیک ہے ٭

اُستاد۔ لیکن تمام خُون پاؤں میں کیوں نہیں آتا۔ سر میں کیوں آتا ہے؟

لڑکے۔ اس لیئے کہ آپ کا سر خالی ہے۔ اَور پاؤں خالی نہیں ٭

(۳۴۱)

خاوند۔ وہ کون عورت تھی جو اسٹیشن پر ہمیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی؟

بیوی۔ وہی عورت جو گلابی رنگ کی ساڑھی باندھے ہُوئے تھی۔ اُس میں سبز فیتہ تھا سینے پر طلائی برُوچ لگا ہُوا تھا۔ بائیں رُخسار پر تِل تھا۔ آنکھیں ذرا چھوٹی تھیں۔ کلائی پر سونے کی گھڑی بندھی ہُوئی تھی۔ ہاں خوب یاد آیا۔ ہاتھ میں ایک انگریزی کِتاب بھی تھی ٭

خاوند۔ ہاں ہاں وُہی عورت ٭

بیوی۔ مَیں نے اُسے غور سے نہیں دیکھا ٭

(۳۴۲)

مقروض نے اپنے قرض خواہ کے ایک سخت خط کے جواب میں لکھا کہ بہ جواب والا نامہ مؤرخہ ...... التماس ہے کہ مجھے آپ کے تقاضے کا خط نہیں ملا۔ اس لئے کہ مَیں اب اس مکان میں نہیں رہتا۔ جس کا پتہ آپ نے خط میں درج کیا ہے ۔

(۳۴۳)

بیوی۔ بادل کیسے خوش نُما نظر آ رہے ہیں۔ کاش ہم موٹر کی بجائے اِس وقت بادلوں میں بیٹھے ہُوئے آسمان کی سَیر کرتے ہوتے ۔

موٹر باز شوہر۔ یہ بھی کوئی دُشوار بات ہے۔ میری بجائے تم موٹر چلاؤ ۔

(۳۴۴)

ایک لڑکی ستون سے لپٹی کھڑی تھی۔ کسی نے آکر اُس کے دونوں ہاتھوں میں بتاشے دیدئے۔ لڑکی نے چلانا شروع کیا کہ اب مَیں ستون سے کیسے الگ ہوں۔ سب بے وقوف جمع ہوئے اور سوچنے لگے کہ اب بجز اس کے کہ لڑکی کے ہاتھ کاٹے جائیں اور کوئی چارہ نہیں ۔

(۳۴۵)

نووارد ملاقاتی۔ (صاحب خانہ کے مُلازم سے) کیا تمہارے آقا مکان میں ہیں؟

ملازم۔ آپ اپنا نام بتا دیجئے تو مَیں بتاؤں ۔

نووارد۔ اچھا۔ تو کیا وہ میرے منتظر ہیں؟

بیوقوف ملازم۔ جی نہیں۔ انہوں نے ایک قرض خواہ کا نام مجھے بتایا ہے کہ وُہ آئیں۔ تو کہدینا کہ گھر میں نہیں۔ آپ نام بتائیں۔ تو مَیں جواب دُوں کہ وُہ ہیں یا نہیں ۔

(۳۴۶)

وکیل۔ تمہارے چہرے میں مجھے صاف ایک بدمعاش دِکھائی دے رہا ہے ۔

گواہ۔ واقعی میرا چہرہ آئینہ ہے ۔

(۳۴۷)

شاعر آقا۔ مالی! تم اِس قابل نہیں کہ آفتابِ جہاں تاب تم پر پرتو فگن ہو۔ جب دیکھو۔ درختوں کے سائے میں محو خواب رہتے ہو ۔

مالی۔ خداوندِ نعمت! بجا ہے۔ مَیں اِسی لئے سائے میں سوتا ہوں۔ دھوپ میں نہیں نِکلتا ۔

(۳۴۸)

خریدار - تم بُری چیز کی کیوں تعریف کرتے ہو؟

دکاندار - کیونکہ اچھی چیز تو اپنی تعریف آپ کرسکتی ہے ؛

(۳۴۹)

دوست - نہیں کونسی شراب پسند ہے؟

شرابی - جو مفت مل جائے ؛

(۳۵۰)

میرا دیوالہ دو بار نکلا ہے - ایک تو جب میں نے مقدمہ ہارا اور دوسری بار بے شمار خرچ کے بعد ڈگری لی ؛

(۳۵۱)

ایک دفعہ مڈل کے امتحان میں یہ سوال آیا - کہ کلمہ کسے کہتے ہیں - کلمے کی تعریف کرو - ایک مُسلمان لڑکے نے اس کے جواب میں لکھا کہ کلمہ یہ ہے :- لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسُول اللہ - اس کی تعریف یہ ہے کہ جو آدمی اسے نہ پڑھے - وہ کافر ہوتا ہے ؛

(۳۵۲)

خریدار - تم دو روپے میں گھڑی فروخت کرتے

ہو - اسی قدر لاگت آتی ہے - پھر نفع کیا ہوتا ہوگا؟

گھڑی ساز - بار بار مرمّت کر کے سہ چند نفع وصول ہو جاتا ہے ؛

(۳۵۳)

جج نے ملزم سے پُوچھا - تم نے اس شریف آدمی کو کل رات بے وقوف بُڈھا کیوں کہا تھا - ملزم نے کچھ دیر سوچ کر جواب دیا - جناب جتنی دیر اس کی طرف غور سے دیکھتا ہوں - اُتنا ہی اغلب معلوم ہوتا ہے کہ مَیں نے کہا ہوگا ؛

(۳۵۴)

اُستاد - سلطنت انگلشیہ پر آفتاب کیوں غروب نہیں ہوتا؟

شاگرد - کیونکہ فرشتے ان لوگوں سے ڈرتے ہیں - اگر ان کو تاریکی کا موقع مل جائے تو نہ جانے - کیا اندھیر مچائیں ؛

(۳۵۵)

پیرس کے ایک درزی نے دُکان پر لکھا تھا - "کسی اور جگہ جا کر کیوں دھوکا کھاتے ہو - یہاں آؤ" ؛

(۳۵۶)

ایک آرام طلب ہری ہری گھاس پر جب

ٹھنڈی خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔ لیٹ گیا اور کہا۔ کاش لوگ میرے اِس لیٹنے کو سخت محنت قرار دیں۔ اور اس سخت محنت کی معقول اُجرت دیں۔

(۳۵۷)

ایک مالی سے کسی نے کہا "ایک شخص کو بلبل کی بولی بولنے میں کمال حاصل ہے۔" اُس نے جواب دیا "تو کیا ہوا؟ میں نے خود بلبل کو بولتے سُنا ہے"۔

(۳۵۸)

ایک شخص نے اپنے نوکر کو کئی ماہ کی تنخواہ نہیں دی۔ بیچارے کے کپڑوں میں جگہ جگہ پیوند لگ گئے۔ نوکر تنخواہ کا مطالبہ کرتا تو آقا کہتا "تم تو ہمارے دیرینہ خادم ہو"۔ ایک دن آقا گھر میں تھا اور نوکر ڈیوڑھی پر کہ ایک ننگ دھڑنگ ملنگ جھومتا ہوا گھر میں گھس گیا۔ آقا لاٹھی لے کر اُس کے پیچھے دوڑا۔ اور نوکر سے کہا "تم نے اسے اندر آنے سے کیوں نہیں روکا"۔ نوکر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "حضور میں آپ کا دیرینہ خادم ہوں تو کپڑوں پر جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ اِسے بالکل ننگا دیکھ کر میں نے خیال کیا تھا کہ یہ آپ کا مجھ سے بھی

زیادہ دیرینہ خادم ہو گا۔ اس لئے نہ روکا"۔ آقا ہنس پڑا اور اس کا حساب بے باق کر دیا۔

(۳۵۹)

ایک بوڑھی عورت چلی جا رہی تھی۔ اُس کے پیچھے دو چار گدھے بھی جا رہے تھے۔ ایک ظریف نے باآواز بلند کہا۔ گدھوں کی اماں! سلام۔ اُس نے جواب دیا۔ بیٹا! جیتے رہو۔

(۳۶۰)

ایک توتلے صاحب کی شادی ہوئی۔ اِتفاق سے بیوی بھی توتلی ملی۔ پہلی ہی شب میاں بیوی نے دیکھا کہ ایک چوہا چراغ سے بتی لئے جا رہا ہے۔ میاں تو اِس وجہ سے نہ بولے۔ کہ میری توتلی آواز سُن کر بیوی مضحکہ اُڑائیگی۔ اور بیوی شرم سے مجبور تھی۔ نوبت بایں‌جا رسید کہ چوہا جلتی ہوئی بتی لے کر کپڑوں میں جا گھسا۔ جب بیوی نے دیکھا کہ آگ لگ گئی۔ تو عورتیں طعنہ زن ہونگی کہ منحوس بیوی گھر میں آئی۔ ناچار بولی۔ ادی توہا بتی لئے دائے ہے۔ یعنی اجی چوہا بتی لئے جائے ہے۔ میاں بولے۔ تھب تھب۔ تھبحان اللہ آپ بھی ایتھی ہی تھیں۔ یعنی چُپ چُپ

سُبحان اللہ آپ بھی ایسی ہی تھیں ۔

(۳۶۱)

ایک پادری صاحب اپنے دوستوں سے کہنے لگے۔ آج مجھے کیسے گدھوں کو وعظ سُنانا پڑا۔ ان کے ظریف دوست نے کہا۔ آہا۔ جبھی آپ اُنہیں بار بار "میرے پیارے بھائیو" کہہ رہے تھے ۔

(۳۶۲)

پولیس والا۔ ابے سُنتا نہیں۔ میں دیر سے چلّا رہا ہوں ۔

موٹر ڈرائیور۔ اخاہ! کیا آپ تھے۔ میں یہ سمجھتا رہا کہ کوئی میری موٹر کے نیچے آ گیا ہے۔ اور چیخ رہا ہے ۔

(۳۶۳)

ایک پروفیسر کتابوں کا کیڑا تھا۔ مطالعے کے سوا اور کسی بات کا اُس کو خیال نہ تھا۔ ایک دن اُس کی بیوی نے اُسے ایک گلدستہ دیا ۔

پروفیسر۔ (متعجب ہو کر) کیوں؟ آج کیا ہے۔ خیریت تو ہے؟

بیوی۔ اجی کیا بھول گئے۔ آج تمہاری

شادی کی پہلی سالگرہ ہے۔ کل سے دوسرا سال شروع ہو گا ۔

پروفیسر۔ اچھا۔ اچھا تو جس دن تمہاری شادی کا دن آئے۔ مجھے یاد دِلانا۔ میں بھی گلدستہ پیش کرونگا ۔

(۳۶۴)

جنٹلمین۔ گاڑی والے! ہمیں ہوٹل تک جاتا ہے۔ کیا کرایہ لوگے؟

گاڑی والا۔ حضُور! دو روپے ۔

جنٹلمین۔ کیا ہمارے سامان کا کرایہ بھی لوگے؟

گاڑی والا۔ حضُور! سامان مُفت لے جاؤنگا ۔

جنٹلمین۔ بہت خُوب! تم یہ ہمارا سامان ہوٹل میں لے جاؤ۔ ہم تمہارے پیچھے پیدل چل کر آئیں گے ۔

(۳۶۵)

خاوند۔ بیوی! وُہ تمہارے پاس کون کھڑا تھا۔ کتنا بدشکل انسان تھا؟

بیوی۔ وُہ تو میرا حقیقی بھائی تھا۔ جو ابھی افریقہ سے آیا ہے ۔

خاوند۔ مجھے خیال ہی نہیں آیا کہ تم سے اُس کی شکل بہت ملتی ہے ۔

(۳۶۶)

معلم - مجھے تم پر اعتبار نہیں رہا۔ تم سب کو دھوکا دیتے ہو ٭

شاگرد - نہیں قبلہ - آپ کی ریش مبارک کی قسم - آپ ہی پہلے شخص ہیں - جنھیں مَیں نے دھوکا دیا ہے ٭

(۳۶۷)

خادمہ بلور کا گلاس صاف کر رہی تھی - مانجھتے مانجھتے وہ ہاتھ سے گر پڑا - اور بچ گیا - دوسری بار پھر گرا اور ٹکڑے ہو گیا - بیوی نے جھلا کر کہا - واہ کیسی بد تمیز ہو - دو منٹ میں دو بار تم نے گلاس پٹکا ٭

خادمہ نے نہایت متانت سے جواب دیا - کہ حضور! مگر توڑا تو ایک ہی بار ہے ٭

(۳۶۸)

باپ - دیکھا تم نے لڑائی کا نتیجہ - آخر تم نے میرا کہنا نہ مانا - اور اپنے سامنے کے دو دانت گنوا دیئے ٭

بیٹا - نہیں ابا! دانت گنوائے نہیں - دونوں میری جیب میں موجود ہیں ٭

(۳۶۹)

باپ - (خفا ہو کر) یہ ٹائم پیس تم نے کیوں رہن کر دیا؟

بیٹا - (سر کھجا کر) دیکھو نا ابا! جب مَیں کام کرتا تھا - تو اس کی بے ہنگام ٹک ٹک سے میرے خیالات منتشر ہو جاتے تھے ٭

(۳۷۰)

بیوی - ہَیں! یہ آگ کیوں بجھ گئی؟

خادمہ - اے حضور! اس لئے کہ آپ بھول گئیں - اور مجھے حکم نہیں دیا کہ اور کوئلے ڈال دوں ٭

(۳۷۱)

بیوی - میرے میاں! کشمیر کب چلو گے - میری آنکھیں زعفران زار کو ترستی ہیں ٭

خاوند - میری بیوی! کشمیر جا کر کیا کرو گی - میرا چہرہ دیکھ لو - آج دو ہزار ہار کر آیا ہوں ٭

(۳۷۲)

بیوی - دیکھو نا میرے میاں! مَیں واری - آج ہماری گلی میں رمّال آیا تھا - ہم نے بھی ہاتھ دکھایا - فال نکلوائی - کہنے لگا - تم کو کوئی نیا زیور ملنے والا ہے ٭

خاوند۔ بیوی شکر ہے۔ اب تمہیں یقین آ
جائے گا۔ میں تم سے بہت دفعہ کہ چکا ہوں کہ
یہ رمّال ہمیشہ جھوٹ بولتے ہیں۔
بیوی۔ اُوئی۔

(۳۷۳)

مولوی۔ یہ میرے دوست قادر بخش کی قبر
ہے۔ جو کچھ تھا یتیم خانے کے لئے چھوڑ گیا
ہے۔
فاتحہ خواں۔ آفریں صد آفریں۔ یتیم خانے
کو کیا کیا دیا؟
مولوی۔ اپنے چار لڑکے اور ایک لڑکی۔

(۳۷۴)

بیوی۔ میاں! میری شادی پر میری سہیلی
لطیفن چاندی کا ایک گلاس لائی تھی۔ اب
ہمیں کیا بھیجنا چاہیے۔ پرسوں اُس کی شادی
ہے۔
میاں۔ کچھ نہ بھیجو۔ گزشتہ را صلوات آئندہ
را احتیاط۔

(۳۷۵)

سائل۔ لالہ جی! آپ کو فرصت ہے؟
ساہوکار۔ میرا وقت قیمتی ہے۔ میرے پانچ

منٹ پچاس روپے کے برابر ہیں۔ میں دس
منٹ سے زیادہ آپ کو نہیں دے سکتا۔
سائل۔ اگر آپ کے دس منٹ سو روپے
کے برابر ہیں تو منٹوں کی جگہ مجھے سو روپے
دے دیجئے۔

(۳۷۶)

بیوی۔ میاں! میں رات تم سے خواب میں
باتیں کرتی تھی۔
میاں۔ سچ۔ تمہیں میرے سر کی قسم۔
معاف کرنا۔ میں نے نہیں سُنیں۔

(۳۷۷)

دوست۔ تم مغموم کیوں ہو۔ آخر بات کیا
ہے؟
نادار مقروض۔ میرا بال بال قرضے میں بندھا
ہوا ہے۔
دوست۔ اگر یہ بات ہے تو تمہیں خوش
ہونا چاہئے۔ اور تمہارے قرض خواہوں کو مغموم۔
جن کے روپے ڈوب گئے۔

(۳۷۸)

دوست۔ کیا یہ سچ ہے کہ تمہارے بعد
تمہاری جائداد کے وارث پاگل اور کوڑھ مغز

ہو نگے۔ آخر اِس کا مطلب ؟
وکیل۔ یہ کہ مَیں نے جائداد دیوانوں اور کوڑھ مغزوں کی کمائی سے بنائی تھی۔ اُنہیں کو واپس دے دُونگا ٭

―― (۳۷۹) ――

معلّم۔ گرمی اور سردی کا کیا اثر ہے ؟
شاگرد۔ سردی سے ہر شے سُکڑ، اور گرمی سے پھیل جاتی ہے ٭
معلّم۔ مثلاً
شاگرد۔ سردی میں سُکڑ کر دِن چھوٹے ہو جاتے ہیں۔ اور گرمی میں پھیل کر بڑے ٭

―― (۳۸۰) ――

بچّہ۔ امّی جان! سُورج خراب آدمی ہے۔ اور چاند نیک ہے ٭
ماں۔ اوئی بیٹا! کیوں ؟
بچّہ۔ دیکھو نا امّاں! رات کو روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور چاند روشنی کرتا ہے۔ اور دِن کو ضرورت نہیں ہوتی۔ سُورج نا حق روشنی ضائع کرتا ہے ٭

―― (۳۸۱) ――

بیوی۔ میاں! تمہاری بیٹی بڑی قابل ہے۔

اِسے اُردو۔ فارسی۔ عربی تینوں زبانیں سکھائیں گے ٭
خاوند۔ ہرگز نہیں۔ عورت کے لئے ایک ہی زبان کافی ہے۔ پناہ خدا کی ٭

―― (۳۸۲) ――

ایک صاحب ہمہ دانی کا دعوٰے رکھتے۔ اور ہر اُس شخص سے جس کا نام اُن کے سامنے لیا جائے۔ دیرینہ راہ و رسم اور مخلصانہ تعلّقات بتا بیٹھتے تھے۔ ایک معزّز اجنبی بزُرگ (جو اُن سے کچھ فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے) کی امارت اور خیرات کا ذکر شروع ہو گیا۔ آپ فوراً کہنے لگے کہ اجی! یہ امیر ابن امیر ہیں میرے تو پُرانے کرم فرما اور مخلص دوست ہیں۔ بھلا مجھ سے زیادہ اِن کا کون واقف ہو گا۔ ابھی آپ نے بات پُوری بھی نہ کی تھی۔ کہ ایک گھر کے بھیدی (جن کو بخوبی علم تھا۔ کہ اِن حضرت کو اُس بزرگ کے نام سے بھی واقفیّت نہیں) قطع کلام کرکے کہنے لگے۔ حضرت! آپ اس قدر ڈینگیں مار رہے ہیں۔ بھلا یہ تو بتائیے کہ اِن کا اسم مبارک کیا ہے۔ آپ نے جھٹ کہہ دِیا۔ نام کی بھی

ایک ہی کہی۔ اجی صاحب! اُن کا نام ہے غلام دستگیر۔ وُہ صاحب کہنے لگے۔ حضرت! ان کا نام تو منظورِ الٰہی ہے۔ آپ مُسکرا کر بول اُٹھے۔ تو کیا غلام دستگیر بُرا نام ہے؟

(۳۸۳)

لیکچرار۔ (لیکچر دینے سے پیشتر) میں تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہُوں۔ کہ میرے لیکچر نہایت توجہ و انبساط کے ساتھ سُنے جاتے ہیں۔ چنانچہ آج کے لیکچر میں آپ کا زیادہ وقت لینے کی معذرت چاہتا ہوں۔

ایک آواز۔ بالکل درست۔ مگر میرے ساتھ گھنٹوں کا حساب ٹھہرا لیجیے۔

لیکچرار۔ گھنٹے؟

وہی آواز۔ ہاں ہاں۔ مَیں وُہی تانگے والا ہوں۔ جو ابھی ابھی آپ کو اسٹیشن سے لایا ہُوں۔

(۳۸۴)

پولیس کے سامنے ایک گواہ نے بیان دیتے ہُوئے کہا "مَیں نے خود اپنی آنکھوں سے اس شخص کے پاؤں کی آہٹ اپنے پیچھے پیچھے آتے سُنی"۔

(۳۸۵)

اگر مرد کسی عورت سے کہے کہ تم تو نہایت خوب صُورت معلوم ہوتی ہو۔ مگر اس کا آئینہ اس کے خلاف شہادت دے۔ تو وہ مرد کی بات کا ضرور یقین کرے گی۔ اور موجُودہ آئینے کو توڑ کر دُوسرا آئینہ بازار سے خرید لے گی۔

(۳۸۶)

چھوٹے ہنری نے بہت بہانے بنائے۔ مگر اُس کی امّاں نے کُتّا پالنے کی کسی طرح بھی اجازت نہ دی۔ ایک دن ہنری بازار سے آ رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک رسّی تھی۔ جس کا دُوسرا سِرا چھوٹے سے کُتّے کے ساتھ بندھا ہُوا تھا۔ وُہ بڑی مشکل سے مردانہ وار گھسیٹتا ہُوا جب گھر کے اندر داخل ہُوا تو بیساختہ امّاں سے کہا۔ یہ کُتّا تو خود بخود میرے پیچھے چلا آیا۔ اب اس کو رکھنے کی اجازت تو امّاں جان! دے دیجیے۔

(۳۸۷)

میاں۔ بیلی رام دوا فروش کے یہاں لڑکا ہُوا ہے۔ اِس خوشی میں اُس نے دو دن کے لئے دواؤں کی قیمت نصف کر دی ہے۔

بیوی - شاباش - شاباش ۔
لڑکا - اماں! کیا اچھا ہوتا - اگر آج ابا بیمار ہو جاتے - دوا تو سستی آجاتی ۔

(۳۸۸)

زبید "میرا کتا لاجواب تھا"۔
بکر "وہ کیونکر؟"
زبید "وہ شریف رذیل میں تمیز کر سکتا تھا"۔
بکر "اب کہاں ہے؟"
زبید "کمبخت نے مجھے کاٹ کھایا - اس لیے نکال دیا"۔

(۳۸۹)

ایک نازک مزاج لکھنوی نواب ریلوے اسٹیشن پر برتھ ریزرو کرانے گئے ۔
اسٹیشن ماسٹر "اوپر کا یا نیچے کا؟"
نواب "حضرت! دونوں میں کیا فرق ہے؟"
اسٹیشن ماسٹر - پچاس فی صدی - نیچا اونچے سے اونچا ہے - کیونکہ نیچے کا کرایہ اونچا ہے - اگر تم کو نیچے کا درکار ہے تو اونچا جانا پڑے گا - ہم اونچے کا کرایہ نیچے سے نیچا لیتے ہیں - کئی مسافر اونچے کو پسند نہیں

کرتے - گو وہ نیچے سے نیچا ہے - حالانکہ اونچا ہے - اگر اونچا لوگے تو اوپر چڑھنا اور نیچے اترنا پڑے گا - نیچا تم کو مل سکتا ہے - اگر تم اونچی قیمت دو - اونچا نیچے سے نیچا ہے - کیونکہ کرایہ نیچا ہے - اگر اونچا جانا چاہو گے - تو کرائے کے لحاظ سے نیچے رہو گے ۔
نواب صاحب گھبرا کر بے ہوش ہو گئے ۔

(۳۹۰)

باپ "بیٹا! تمہاری گھڑی کہاں گئی؟"
بیٹا "ابا! یہ رہی"۔
باپ "ارے میں نے تمہیں سونے کی گھڑی دی تھی - اور یہ چاندی کی ہے"۔
بیٹا "لو اور سنو - جب زمانہ بدلتا ہے - تو گھڑی کیوں نہ بدلے"۔

(۳۹۱)

گاہک "تم اشتہار کیوں نہیں دیتے؟"
دکاندار "ایک بار اشتہار دیا تھا - برباد ہوتے ہوتے بچ گیا"۔
گاہک "اجی حضرت! وہ کیونکر؟"
دکاندار - اشتہار دیکھ کر خریدار آنے لگے -

اور میرا جتنا مال تھا۔ قریب قریب سب خرید لے گئے ٭

(۳۹۲)

بیوی "میاں! جو انڈے تم آج بازار سے لائے ہو۔ اُن میں کچھ بطخ کے ہیں" ٭

میاں "بیوی! تمہیں کیوں کر معلوم ہوا؟

بیوی "کیا مجھے اتنی بھی عقل نہیں۔ جب میں نے اُنہیں پانی میں ڈالا۔ تو مرغی کے انڈے ڈوب گئے۔ لیکن بطخ کے پانی پر تیرنے لگے" ٭

(۳۹۳)

وکیل "جب آدمی بے ہوش ہو جاتا ہے۔ تو زرد ہو جاتا ہے؟"

گواہ "ہمیشہ زرد نہیں ہوتا" ٭

وکیل "تم نے کبھی دیکھا ہے کہ انسان بے ہوش ہو کر زرد نہ ہوا ہو؟"

گواہ "اپنی آنکھوں سے" ٭

وکیل "کب؟"

گواہ "ایک سال ہوا۔ ایک آدمی بے ہوش ہوا۔ اور زرد نہ ہوا۔ وہ حبشی تھا" ٭

(۳۹۴)

ایک دن ڈپٹی کمشنر صاحب کسی مقدمے میں

ایک بیوہ کا مکان دیکھنے آئے۔ تحقیقات موقع مطلوب تھی۔ ایک بے علم میونسپل کمشنر صاحب از راہِ خوشامد موقع پر آ گئے۔ اور اپنی بڑائی جتانے کے لئے بیوہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے۔ حضور! یہ عورت بڑی جنٹلمین ہے ٭

(۳۹۵)

بیوی۔ ماما! دوسری چھری لاؤ۔ یہ صاف نہیں ٭

ماما "اے بیوی صاف کیوں نہیں۔ ابھی تو اس سے صابن کاٹا ہے" ٭

(۳۹۶)

راہگیر۔ ارے اوپر سے یہ کون پانی گراتا ہے؟

جواب۔ جناب! کیا مجال۔ پانی نہیں۔ شربتِ قارورہ ہے ٭

(۳۹۷)

بیوی۔ (شوہر سے) دیکھنا۔ ننھا ضد کئے اور روئے جاتا ہے۔ نہ دودھ پیتا ہے۔ نہ چپ ہوتا ہے ٭

شوہر۔ (چمکار کر) پی لو بیٹا! پی لو۔ نہیں پیتے تو دیکھو۔ میں پئے لیتا ہوں ٭

(۳۹۸)

ماں۔ (بچے سے) دیکھو بیٹا! آج کا کام کل پر کبھی نہ ڈالنا۔

بچہ۔ تو امّاں! وہ مٹھائی تم نے کل کے لئے کیوں اُٹھا رکھی ہے؟

(۳۹۹)

بمبئی کے کسی ہوٹل میں میرے ایک بزرگ عزیز ٹھہرے ہوئے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ اس ہوٹل میں ایک انگریز نے اپنے خانساماں کو ایک بط پکانے کا حکم دیا۔ اُس نے تعمیل کی۔ لیکن جب بط تیار ہو گئی۔ تو خانساماں کی نیّت ڈانواں ڈول ہوئی اور وہ بطخ کی ایک ٹانگ چٹ کر گیا۔ جب صاحب کے سامنے کھانے پر وہ بط پیش کی تو اُس کی ایک ٹانگ غائب دیکھ کر صاحب نے استفسار کیا۔ خانساماں نے جواب دیا۔ "حضور! اس کی ایک ہی ٹانگ تھی۔" انگریز نے کہا۔ "تم جھوٹ بولتا ہے۔ ہم نے آج تک کوئی بطخ ایک ٹانگ کی نہیں دیکھی۔" وہ کہنے لگا۔ "حضور! یہاں جتنی بطخیں ہیں۔ سب کی ایک ہی ٹانگ ہے۔ اگر آپ کو یقین نہ ہو تو ملاحظہ کرا دوں۔"

اُس نے کہا۔ "ہاں! کل ہم ضرور دیکھ کر تمہارا جھوٹ نکالے گا۔"

خانساماں کو اُسی وقت سے فکر ہو گئی۔ دُوسرے دن وہ علی الصباح دانہ وغیرہ بازار سے مول لایا۔ اور وہاں جس قدر بطخیں تھیں سب کو خوب کھلایا۔ (بطخ کی عادت ہوتی ہے کہ پیٹ بھرنے پر وہ ایک پاؤں پر کھڑی ہو کر آرام لیتی ہے) چنانچہ جب سیر ہو گئیں۔ تو ایک ایک پاؤں پر کھڑی ہو کر اونگھنے لگیں۔ خانساماں کے لئے یہ موقع نادر تھا۔ اُس نے فوراً صاحب کو اطلاع کی۔ حضور! اب بطخیں ملاحظہ فرما لیجئے۔ وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور آ کر دیکھا تو واقعی بادیُ النظر میں سب بطخیں ایک ٹانگ کی تھیں۔ اُس نے اصل معاملے کو تاڑ کر زور سے "ہر" کیا۔ تمام بطخوں نے چونک کر جلدی سے اپنے دونوں پاؤں نکال لئے۔ انگریز نے غصّے سے کہا "کیوں! اب تم لوگ جھوٹا ہے یا ہم؟" اُس نے بلا خوف و خطر جواب دیا۔ "حضور! کیا آپ نے اس بطخ کو بھی "ہر" کیا تھا؟ اگر اس کے سامنے ایسا کرتے تو اُس کی بھی دوسری ٹانگ موجود ہو جاتی۔"

شب کے وقت ....

طالب علم ۔ بیوی !

بیوی ۔ جواب ندارد ؛

طالب علم ۔ میری اچھی بیوی !

بیوی ۔ صدائے برنخاست ؛

طالب علم ۔ میری اچھی بیوی ! میری مضمون نگار بیوی !

بیوی ۔ (کرسی پر سے انگڑائی لیتے ہوئے، جھنجھلاکر) اجی کیا ہے ۔ بیوی، بیوی، بیوی، ناک میں دم کر دیا ۔ کچھ منہ سے بھی تو کہو ۔ اس طرح خیالات کا تسلسل منقطع ہو جاتا ہے ۔ ہزار دفعہ کہ دیا ۔ میرے تخیل میں مخل نہ ہوا کرو ۔ واہ ۔ ستانے کے اچھے نئے نئے طریقے سیکھے ہیں ؛

طالب علم ۔ یہ راہیں ستانے کی نہیں ۔ ستائش کی ہیں ۔ میری اچھی بیوی ! آج مجھے کچھ درد سر معلوم ہوتا ہے ۔ اور کل حبّ وطن پر مضمون دکھانا ہے ۔ لہذا ...... میری اچھی مضمون نگار بیوی ! میرے لئے آپ یہ زحمت گوارا کریں ۔ اور اپنے رشحات قلم "سپرد کاپی" کر کے اسے میرے

سرھانے رکھ دیں ؛

بیوی ۔ بہت بہتر ؛

مضمون نگار بیوی کے طالب علم میاں علی الصباح بستہ بغل میں دبا کر اسکول روانہ ہوئے ۔ اور جب وقت آیا تو کلاس کے سامنے مضمون سنانا شروع کیا ۔ ہر فقرہ عجیب انداز سے ایک خاص پُر جوش لہجے میں ادا ہوتا ۔ مدلل و دلچسپ اندازِ بیان اور معنی خیز کنایات نے اکثر طلبہ بلکہ خود اُستاد کو بھی مدّاح کر دیا تھا ۔ اور وقتاً فوقتاً ایک طویل واہ وا سُبحان اللہ کا شور مچ جاتا ۔ بعض اوقات وہ خود بھی دل ہی دل میں تعریفی الفاظ دُہراتے ۔ مضمون قریب الاختتام تھا اور اُس کا آخری فقرہ مزے لے لے کر ادا کر رہے تھے ؛

مجھے معلوم ہے کہ بلبل پر اپنا آشیانہ چھوڑنے سے کیا گزری ۔ اور پھول اپنی ٹہنی سے جدا ہو کر کیا ہوا ۔ اے سرزمین ہند ! مجھ سے نہ پوچھ کہ تیرا کوچہ چھوڑ کر میری کیا حالت ہو گئی ۔ لہذا میں اُمید کرتی ...... کر کر ...... کر کر ...... کر کر ...... آچھیں ...... آچھیں ...... آ آ آ آ ...... آچھیں ۔ بار بار "تی ہوں" کی جگہ "تا ہوں" ادا

کرنے کی کوشش کرتے - مگر یکایک کچھ ایسا
خیال آیا کہ کسی طرح زبان ہی نہ پلٹتی تھی -
آخر کار جب مجبور ہوگئے تو جیب سے رُومال
نکال کر ایک مزید آچھیں کے ساتھ کمرے سے
ایسے رفو چکر ہوئے کہ اب تک کہیں پتہ
نہیں ؛

(۴۰۱)

باپ - ایں مظفر! میری جان! یہ ہاتھ میں
چوٹ کیوں کر لگی ؟
بیٹا - ابا! بہن رضیہ کے تھپڑ مارا تھا ؛

(۴۰۲)

مجسٹریٹ "اِس دفعہ تمہیں رہا کرتا ہُوں -
خبردار آئندہ بُری صحبت سے پرہیز کرنا" ؛
ملزم - حضور! بہت اچھا - اب کبھی آپ
کے پاس نہیں آؤنگا ؛

(۴۰۳)

مجسٹریٹ "مَیں تم پر پانچ روپے جرمانہ
کرتا ہُوں" ؛
ملزم - میری تمام جائداد جو دُنیا میں ہے -
صرف دو روپے کی ہے ؛
مجسٹریٹ - بہتر ہے! تم کو جیل میں جانا

ہوگا - اگر تم شراب خوری میں روپیہ ضائع نہ
کرتے تو اِس وقت آسانی سے جُرمانہ ادا
کرسکتے ؛

(۴۰۴)

خاوند " یہ پھُول کیسے خوب صُورت ہیں -
اِنہیں دیکھ کر مجھے تم یاد آجاتی ہو" ؛
بیوی " یہ تو کاغذ کے نقلی پھول ہیں" ؛
خاوند " ہاں - مگر کون معلوم کر سکتا ہے ؟"

(۴۰۵)

ڈاکٹر - مریضہ رات بھر کیسی رہی ؟
نرس - تمام رات ہذیان بکتی رہی - بہکی
بہکی باتیں کرتی تھی - کہتی تھی - ڈاکٹر گدھا ہے -
بس یہی ایک عقل کی بات رات بھر میں کی ؛

(۴۰۶)

ماں - بیٹا! مُرغ زیادہ نہ کھاؤ - فرنی کے لئے
پیٹ میں جگہ رکھ لو ؛
بیٹا - (مُرغ کے گوشت سے مُنہ بھر کر) اماں!
گھبراؤ نہیں - جب فرنی کا وقت آئے گا تو
پیٹ میں مُرغ خود بخود نیچے سرک جائیگا ؛

(۲۰۷)

ایک پیر مرد کی نظر کمزور تھی - وہ عینک

فروش کی دُکان پر گیا۔ عینک فروش نے ایک
عینک اُسے دی کہ لگا کر اس کتاب کو پڑھو۔
بُوڑھے میاں نے عینک لگائی ۔ عینک فروش
نے پُوچھا۔ پڑھ سکتے ہو؟ جواب ملا۔ نہیں ۔
عینک فروش نے دُوسری عینک دی ۔ پھر تیسری
دی ۔ پھر چوتھی ۔ اور ہر مرتبہ سوال کیا۔ پڑھ
سکتے ہو؟ مگر بار بار یہی جواب ملتا رہا کہ "نہیں"۔
عینک فروش ہار کر کہنے کو تھا کہ آپ اندھے
ہیں ۔ کوئی عینک آپ کے نہیں لگے گی ۔ کہ
پیر مرد نے نہایت متانت سے کہا۔" جناب من!
میں لکھنا پڑھنا نہیں جانتا بے علم ہوں" ٭

(۴۰۸)

ایک لیکچرار شراب کی خرابیاں بیان کر رہا
تھا۔ لیکچرار کی ناک چقندر کی طرح سُرخ تھی۔
تقریر کے دوران میں اُس نے کہا۔" حضرات!
میں حلفاً بیان کرتا ہوں کہ میں نے آج تک
شراب نہیں چکھی"۔ ایک دہقان جو شراب کا
عادی تھا۔ اور کھڑا سُن رہا تھا۔ بول اُٹھا۔ کہ
"حضرت! میں حیران ہوں۔ آپ کی ناک کا یقین
کروں کہ زبان کا۔ کیونکہ ناک زبان کی تردید
کر رہی ہے"٭

(۴۰۹)

ایک پادری صاحب کو اپنے کتب خانے پر
ناز تھا۔ جس میں بے شمار کتابیں تھیں۔ مگر
اُنہوں نے دل سے عہد کر رکھا تھا کہ کبھی کسی
کو کتاب عاریتاً نہیں دی جائے گی۔ جس کا جی
چاہے۔ کتب خانے میں آئے اور پڑھے۔ ایک
دن ان کے زمیندار ہمسائے نے آکر ایک کتاب
مانگی جو اُسے بہت پسند تھی۔ پادری صاحب نے
کہا۔ آپ کی درخواست بسرو چشم۔ مگر کتب خانے
میں بیٹھ کر مطالعہ فرمائیں۔ گھر نہ لے جائیں۔ زمیندار
چیں بہ جبیں ہو کر چلا گیا۔ چند دن کے بعد
پادری صاحب کو زمین ہموار کرنے کے لئے ایک
رولر کی ضرورت ہوئی۔ اور ہمسائے سے عاریتاً
مانگا۔ اُس نے کہا۔ جناب کی درخواست بسر
آنکھوں پر۔ رولر حاضر ہے۔ مگر اِسے میرے
باغ میں استعمال کیجئے۔ گھر نہ لیجائیے۔ پادری
صاحب یہ سُن کر شرمندہ ہو گئے ٭

(۴۱۰)

ایک صاحب ایک حجام کی دُکان میں خط
بنوانے گئے۔ جب وہ چوکی پر بیٹھے۔ اور حجام
اُسترہ تیز کرنے لگا تو ایک لونڈا جو دُکان

کا ملازم تھا۔ گھبرا کر فوراً باہر نکل گیا۔ گاہک حیران
تھا کہ اسے کیا ہو گیا۔ آخر خط بنوا کر جب وہ
باہر نکلے تو دروازے پر ایک کانسٹبل دو چار
ہوا۔ اور کہنے لگا "شکر ہے آپ صحیح و سلامت
باہر آ گئے۔ انہوں نے کہا "کیوں خیر تو ہے۔ اندر
کیا ہے؟" سپاہی نے کہا "جناب یہ حجام ایک
ہفتہ ہوا۔ پاگل خانے سے گھر آیا ہے۔ اور اس
کے اقربا اس فکر میں ہیں کہ اسے پھر پاگل
خانے میں داخل کر دیں۔ لڑکا بھی اطلاع دے کر
آیا تھا ؂

(۴۱۱)

دو بڈھے گرجے سے وعظ سن کر ہوٹل کو واپس
آ رہے تھے۔ راہ میں ایک نے دوسرے سے کہا۔
"جو شخص ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کس قدر
بد تہذیب ہے۔ اسے علم مجلس ہی نہیں۔ کمبخت
نے مجھے بہت بے آرام کیا۔ جب وعظ ہو رہا
تھا۔ تو اس نے اس طرح زور زور سے خراٹے
لئے کہ میری آنکھ کھل گئی۔ دوسرا بولا۔ "واقعی
شرم کی بات ہے۔ مجھے بھی اس نے جگا دیا"۔

(۴۱۲)

ایک معمار ایک بلند دیوار مرمت کر رہا تھا۔

مکان اس قدر بلند تھا۔ کہ اوپر نگاہ کرتے
ہوئے سر چکرانے لگتا تھا۔ گلی میں بہت سے
آدمی جمع ہو گئے۔ اور حیرت سے معمار کی طرف
دیکھنے لگے۔ جو بے خوف و خطر کام کر رہا تھا
اس مجمع میں ایک لڑکا بھی تھا۔ جو کچھ دیر
کھڑا دیکھتا رہا۔ آخر بول اٹھا۔ چلو یار! یہ معمار
گرنے والی اسامی نہیں ؂

(۴۱۳)

وکیل۔ (حبشی موکل سے) اچھا۔ تو تم مجھ
کو اپنا وکیل مقرر کرنا چاہتے ہو۔ کتنی فیس دے
سکو گے؟
حبشی موکل۔ میرے پاس ایک خچر۔ چند مرغیاں
اور دو بھیڑیں ہیں۔ وہ آپ کی نذر کر دوں گا ؂
وکیل۔ کافی ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم پر
الزام کس چیز کی چوری کا لگایا جاتا ہے ؂
حبشی موکل۔ صرف ایک خچر۔ چند مرغیوں۔
اور دو بھیڑوں کا ؂

(۴۱۴)

ایک شخص کو بے خوابی کی شکایت تھی۔ وہ
دوست سے اپنی تکلیف بیان کر رہا تھا۔
دوست نے کہا "اس کا علاج سہل ہے۔ بستر پر

لیٹو - تو ذہن میں خیال جماؤ کہ تم ایک کھیت میں کھڑے ہو - جس میں لاتعداد بھیڑیں چر رہی ہیں - پس اِن کو گننا شروع کردو - خود بخود نیند آ جائے گی" ٭

دوسرے دن دونوں کی ملاقات ہوئی - معالج دوست نے پوچھا "کہو یار! ہمارا علاج کیا؟" کہا "ہاں" پوچھا "کتنی بھیڑیں گنیں؟"

مریض دوست - ۱۸۶۷۹ ٭

معالج دوست - پھر؟

مریض دوست - پھر خانساماں صبح کی چائے لے آیا ٭

(۴۱۵)

کام چور مجسٹریٹ - وکیل صاحب! آپ خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں - آپ کی بحث کا کیا فائدہ؟ اِس کان داخل ہوتی ہے - اور اُس کان نکل جاتی ہے ٭

وکیل - درست ہے جناب - روکنے والی چیز بھی تو درمیان میں کوئی نہیں ٭

(۴۱۶)

وہمی اور باتونی مسافر کے سوالات کی بوچھاڑ سے گارڈ کا دم ناک میں آ گیا تھا - جب

تیسری دفعہ گاڑی دو اسٹیشنوں کے درمیان کسی وجہ سے رُکی - تو پھر مصیبت کا از سرِ نو آغاز ہوا ٭

مسافر - کیا کوئی حادثہ ہو گیا ہے - آخر کیا وجہ ہے کہ گاڑی رُک گئی؟

گارڈ - (نہایت مؤدبانہ لہجے میں) جناب عالی! بات یہ ہے کہ سامنے سگنل والے آدمی کے سر کے بال سُرخ ہیں - انجن ڈرتا ہے - اور آگے نہیں چلتا ٭

(۴۱۷)

تیز زبان سُرخ رنگ کا وکیل گواہ پر جرح کر رہا تھا - گویا مشین گن چلا رہا تھا - دریافت طلب امر یہ تھا کہ آیا گواہ بشب وقوعہ کو مخمور تھا؟

وکیل - کیا یہ سچ ہے کہ تم بڑے بازار کے شراب خانے میں عین دروازہ کھلنے کے بعد یا اُس سے کچھ دیر پہلے داخل ہوئے؟

گواہ - جی ہاں - لیکن میں شراب پینے نہیں گیا تھا ٭

وکیل - اچھا تو پھر تمہارا مطمح نظر کیا تھا؟

گواہ - صرف آپ کا جسمِ مبارک جو عین

اُس وقت لڑکھڑاتا ہُوا شراب خانے سے باہر
نکل رہا تھا ۔

(۴۱۸)

مریض ۔ "سانس لیتا ہُوں تو تکلیف ہوتی
ہے ۔ ڈاکٹر صاحب ! برائے خدا اِس کا کچھ
علاج کیجئے "
ڈاکٹر ۔ "کیا سانس ؟ ابھی لو ۔ ایسی دوا
دُوں گا کہ یہ فوراً بند ہو جائیگا " ۔

(۴۱۹)

اُستاد ۔ "اگر تم شمال کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو
جاؤ ۔ تو تمہارے بائیں ہاتھ کو کیا ہوگا ؟"
شاگرد ۔ "جناب چار اُنگلیاں اور ایک
انگوٹھا " ۔

(۴۲۰)

ڈاکٹر ۔ میری فیس دس روپے ہے ۔
مریض ۔ ڈاکٹر صاحب ! مجھ سے بھی دس
لوگے ۔ مجھی سے تو اس محلے میں وبا پھیلی
ہے ۔ آخر مجھے کمیشن کچھ نہ دوگے ؟

(۴۲۱)

ایک اسٹیشن ماسٹر کو اوپر سے سرزنش ہوئی ۔
قصور یہ تھا کہ بغیر حصولِ ہدایت کام کیا ۔ اس

دن سے اُس نے عہد کر لیا کہ بغیر حصولِ
اجازت کبھی کوئی کام نہ کروں گا ۔ اِس عہد کی
پیروی میں اُس نے ایک دن مفصلہ ذیل تار
اپنے افسر کو بھیجا "شیر پلیٹ فارم میں آ کر
کانٹے والے کو پھاڑ رہا ہے ۔ ہدایت چاہتا
ہُوں " ۔

(۴۲۲)

بھتیجا ۔ آپ نے غضب کر دیا چچا جان !
آپ ہوٹل میں گئے اور میرے ہاں نہیں آئے ۔
آخر وہاں کیوں گئے
چچا ۔ بیٹا ! میں بھوکا تھا کم از کم وہاں روٹی
تو مل گئی ۔

(۴۲۳)

ممتاز نے اپنے دوست کو پوسٹ کارڈ لکھا ۔
آخر میں یہ الفاظ تھے ۔ " زیادہ اس لئے
نہیں لکھا ۔ کہ ڈاکیا پڑھ لے گا " دوسرے دن
ڈاکیا کارڈ لے کر مکتوب الیہ کو دے کر غصے
میں بھرا ہوا بولا "ممتاز جھوٹ کہتا ہے ۔ میں
کبھی کسی کا کارڈ نہیں پڑھتا " ۔

(۴۲۴)

کسی میونسپل کمشنر کے ہاں ایک انسپکٹر مدارس

کی دعوت تھی - کھانا کھا رہے تھے - اور خوش
گپیاں ہو رہی تھیں - انسپکٹر نے کہا - آج مجھے
بڑی ہنسی آئی - میں نے ایک طالب علم سے سوال
کیا "بتاؤ - گلستاں کس نے لکھی ہے تو اُس نے
کہا "جناب! میں نے نہیں لکھی" - میونسپل کمشنر
نے قہقہہ مار کر کہا - انسپکٹر صاحب! ضرور اُسی
شریر نے لکھی ہے"

(۴۲۵)

ریاست کاہلی کے مہاراجہ کا نام مجہول داس
تھا - بڑے بیٹے کا نام آلکسی پرکاش - منجھلے کا
سُست کمار - اور چھوٹے کا احدی چند تھا -
جب راجہ بہت بڈھا ہوگیا تو اُسے اپنا ولیعہد
مقرر کرنے کی ضرورت پڑی - اُس نے تینوں
بیٹوں کو بُلا کر کہا "تم میں جو سب سے
زیادہ سُست یا آلکسی ہے - وہ وارث تاج
و تخت ہوگا" بڑا بیٹا آداب بجا لا کر کہنے
لگا "مہاراج! تخت کا مستحق میں ہوں - میں اس قدر
سُست ہوں کہ جب میں چارپائی پر سونے
کے لئے لیٹ جاتا ہوں - اُس وقت اگر میری
آنکھوں میں کوئی چیز پڑ جائے - اور کھٹک سے
تمام رات آنکھیں بند نہ کر سکوں تو بھی

میں پلنگ سے نہیں اُٹھتا - برابر سوتا رہتا
ہوں"
منجھلا بولا "واہ تم میرے برابر کاہل نہیں
ہو سکتے - سُنیئے صاحب! جب میں انگیٹھی کے
سامنے بیٹھ کر پاؤں سینکنے کے لئے دراز کرتا
ہوں تو خواہ میری اُنگلیاں جل جائیں - کاہلی
مجھے اجازت نہیں دیتی کہ پاؤں ہلاؤں یا اُنہیں کھینچ
کر آگ سے بچاؤں"
چھوٹا بیٹا - جو سب سے بڑھ کر لاڈلا تھا - چلا
کر بولا "پتا جی! یہ سب خالی ہیں - میں اس
قدر سُست ہوں کہ اگر جلاد میرے گلے میں
پھانسی کی رسی ڈال دے - اور اُس وقت کوئی
میرے ہاتھ میں تیز چھری دے کر مجھے اجازت دے
کہ پھانسی کی رسی کو کاٹ دے تو سُستی کی وجہ
سے میں پھانسی منظور کر دونگا - لیکن ہرگز ہرگز
ہاتھ ہلا کر چھری سے رسی نہ کاٹونگا"
مجہول داس نے اُسے سینے سے لگا کر کہا -
واقعی تمہیں اس قابل ہو کہ اقلیم کاہلی پر حکومت
کرو - آج سے تم میرے راجکمار، وارث اور
جانشین ہو"

(۴۲۶)

شاگرد۔ کیا گناہگار خدا کے دوست نہیں ہوتے؟

اُستاد۔ لاحول ولا۔ وہ کیونکر؟

شاگرد۔ کیونکہ وُہ خدا کو غفور رحیم ثابت کرتے ہیں۔ اور آپ کہا کرتے ہیں کہ رحیم ہونا بہت اچھی بات ہے۔

(۴۲۷)

اُستاد۔ پہاڑ مذکر ہے یا مؤنث؟

شاگرد۔ مذکر۔

اُستاد۔ اور پہاڑی؟

شاگرد۔ مؤنث۔ لیکن مجھے آج تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ پہاڑی کیا ہے؟ پہاڑ کی بیوی ہے کہ بیٹی۔ غالباً بیوی ہے۔ اگر بیوی ہے۔ تو اُن کے بچّے ہونے چاہئیں۔

اُستاد۔ یہ ٹیلے اُن کے بچّے نہیں تو کیا ہیں؟

(۴۲۸)

باپ۔ جس قدر مَیں بخیل ہوں۔ اُسی قدر تم فضول خرچ ہو۔ مَیں جمع کرتا ہوں۔ اور تم صرف کرتے ہو۔

بیٹا۔ مَیں سیاستِ مدن (اکونامکس) پڑھتا ہوں۔ اور اس میں تقسیم محنت کی تاکید ہے۔ تاکہ کام جلدی اور اچھا ہو اور وقت ضائع نہ ہو۔

(۴۲۹)

ایک آدمی کسی منشی کے پاس خط لکھوانے گیا۔ منشی نے کہا بھائی! میرے پاؤں میں درد ہو رہا ہے۔ "آدمی نے کہا خط تو آپ ہاتھ سے لکھیں گے نہ کہ پاؤں سے" منشی نے کہا "مگر پڑھنے کے لئے بھی تو مجھے ہی جانا پڑے گا۔

(۴۳۰)

ایک مولوی فاضل بڑی دیر سے رات کو گھر آیا۔ بیوی خفا ہونے لگی کہ تم رات کے بارہ بارہ بجے تک باہر رہتے ہو۔ یہ کیا بات ہے؟ خاوند نے کہا۔ نہیں۔ ابھی نو بجے کا وقت ہے۔ اتفاقاً گھڑی نے اُسی وقت بارہ بجا دئے۔

بیوی۔ اب کہو۔ کیا کہتے ہو؟

میاں۔ (گرم ہو کر) تم بھی حد کرتی ہو۔ مَیں عالم فاضل جھوٹا۔ اور یہ معمولی چار پانچ روپے کی گھڑی سچّی؟ خاوند کو جھوٹا اور گھڑی کو سچا سمجھتی ہو؟ عجب پابندِ شرع شریف ہو۔

(۴۳۱)

ایک شخص پر سر بازار مار پڑ رہی تھی۔ پٹ چکا تو ایک راہ رو ہمدردی کرنے لگا۔

"مجھے افسوس ہے اور بہت افسوس ہے"۔

"اجی افسوس کیا۔ خوشی کا مقام ہے۔ مجھے مبارکباد دیجئے کہ دو چار جوتوں ہی سے بلا ٹل گئی۔ اگر دس بیس لگتے تو پھر عزت کہاں رہتی؟ غنیمت ہے عزت تو بچ گئی"۔

(۴۳۲)

ایک مؤذن اذان دیتا تھا اور دیتے ہی بھاگ کھڑا ہوتا تھا۔ لوگوں نے پوچھا۔ بات کیا ہے کہ اذان دیتے ہی بھاگ پڑتے ہو۔ مؤذن بولا۔ لوگ کہتے ہیں۔ تمہاری آواز دور سے بہت بھلی لگتی ہے۔ میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں کہ وہ سچے ہیں یا جھوٹے! دیکھنا چاہتا ہوں کہ آواز دور سے کیسی لگتی ہے۔

(۴۳۳)

ارشاد: "مجھے قرض کی بہت فکر ہے"۔

اقبال: "جب تم قرض ادا نہیں کر سکتے تو فکر کیسی"۔

ارشاد: "اجی جناب! ادا کرنے کی فکر کس

مردود کو ہے۔ فکر تو یہ ہے کہ قرض ملتا نہیں"۔

(۴۳۴)

چھوٹا لڑکا: "اماں یہ کیا کر رہی ہو؟"

ماں: "بیٹا! مچھلی دھو رہی ہوں"۔

لڑکا۔ تم بھی کتنی فضول خرچ ہو۔ اور پھر ہمیں منع کرتی ہو۔ بھلا مچھلی تو ہمیشہ پانی میں رہتی ہے۔ اسے دھونے سے کیا فائدہ۔ مفت میں پانی ضائع کرتی ہو۔

(۴۳۵)

ایک بہرا بازار سے بینگن خرید کر لا رہا تھا راستے میں اس کا ایک بہرا دوست مل گیا۔

دوست۔ السلام علیکم۔ بہرا۔ بازار گیا تھا۔

دوست۔ مزاج شریف۔ بہرا۔ بینگن لایا ہوں۔

دوست۔ بال بچے اچھے ہیں۔

بہرا۔ سب کو بھون کر کھاؤں گا۔

(۴۳۶)

ایک بے علم کسان کا لڑکا پڑھ لکھ کر بابو ہو گیا۔ دو سال کے بعد رخصت لے کر گھر آنے لگا تو باپ کو تار دیا کہ میں جمعرات کو پہنچوں گا۔ کھانا تیار رہے۔ گھر آیا تو کھانا تیار نہ تھا۔

بیٹا:۔ "کیا میرا تار جناب کو نہیں ملا؟"

باپ:۔ "تار تو میں نے نہیں دیکھا۔ البتہ ایک چٹھی آئی تھی۔ لیکن چونکہ اُس پر تمہارے دستخط نہ تھے۔ ہم نے سمجھا کہ کسی نے یوں ہی لکھ دی ہے"۔

(۴۲۷)

کسی افغان مجسٹریٹ کی عدالت میں ایک میراثی ملزم پیش ہوا۔ نام پوچھا گیا تو اُس نے چھوہارا بتایا۔ مجسٹریٹ نے سمجھا کہ مذاق کرتا ہے۔ کڑک کر کہا:۔ "معلوم ہوتا ہے تو از خاندان میوہ جات خشک ہے۔ اگر تیرا نام چھوہارا ہے۔ تو تیرے باپ کا نام بادام ہوگا۔ دادا کا پستہ۔ پردادا کا اخروٹ۔ نانا کا کھوپرا اور ماں کا کشمش"۔ میراثی ملزم نے دعا دے کر کہا۔ "حضور! اپنی لونڈی میری گھر والی کو بھول گئے۔ اُسے مونگ پھلی کا خطاب عطا ہو جائے۔ تاکہ کھچڑی گھر ہی میں مکمل ہو جائے"۔

(۴۲۸)

ایک شخص حد سے زیادہ بد آواز تھا۔ مگر اپنے آپ کو خوش گلو سمجھتا تھا۔ ایک دن گا رہا تھا۔ کہ کمہار دوڑتا ہوا آیا۔ اور سلام کیا۔

کمہار:۔ "میرا گدھا کدھر گیا؟"

بد آواز شخص:۔ "مجھے کیا خبر؟"

کمہار:۔ "واہ! یہ بول کون رہا تھا۔ میں نے اپنے کانوں سے اس کی آواز سُنی ہے"۔

(۴۲۹)

مولوی:۔ "لوگو! دوزخ بہت بُرا مقام ہے۔ وہاں آگ ہے۔ اندھیرا ہے۔ گندھک ہے۔ زقوم ہے۔ آگ کے شعلے ہر وقت اٹھتے رہتے ہیں"۔

جاٹ:۔ "مولوی صاحب! جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔ ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں۔ ہاں۔ چچا ہی بنا کر چھوڑونگا۔ بھلے آدمی! جہاں آگ جلتی ہو۔ آگ کے شعلے اٹھتے ہوں۔ وہاں اندھیرا کیونکر ہو سکتا ہے؟"

(۴۳۰)

ویجی ٹیرین انہیں کہتے ہیں۔ جو گوشت نہیں کھاتے۔ اور صرف سبزی پر گزارہ کرتے ہیں۔ ایک دن ایک ویجی ٹیرین کسی کام کو جا رہے تھے کہ ایک بیل اُن پر حملہ آور ہوا۔ پھر کیا تھا۔ خفا ہو کر بولے:۔ "سور ہو۔ جو تم پر رحم کرے"۔ آج سے میں بھی گوشت کھایا کرونگا۔

یہ نیّت کا پھل ہے۔ اسی لئے تو قصاب تم کو ذبح کرتے ہیں"۔

(۴۴۱)

"کیا آپ کی شادی ہو گئی ہے؟"

"آپ کو کیا۔ یہ میرا اپنا کام ہے"۔

"جبھی تو پوچھتا ہوں کہ آپ کا کام کیسا چلتا ہے؟"

(۴۴۲)

مؤکل: وکیل صاحب! مجھے صادق نے اُلّو کا پٹھا کہا ہے۔ میں اُس پر دعویٰ کرنا چاہتا ہوں"۔

وکیل: کب کہا تھا۔ کتنے دن ہوئے کہ گالی دی"۔

مؤکل: تین سال ہو گئے۔ ذرا یاد کر لینے دیجئے۔ ہاں یاد آ گیا۔ تین سال تین مہینے"۔

وکیل: تو اتنے دن تک کہاں سوئے ہوئے تھے"۔

مؤکل: بات یہ ہے کہ آج میں نے تین سال تین ماہ کے بعد جو اُلّو دیکھا تو یاد آیا کہ استغاثہ کرنا چاہئے"۔

(۴۴۳)

بیوی: میاں! خدا کا شکر ہے کہ تم خیریت

سے گھر آئے۔ میرے اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے"۔

خاوند: کیوں بیوی۔ کیوں کیا بات ہے۔ کیا ہُوا؟ کچھ کہو تو سہی"۔

بیوی: آج گلی میں ڈھنڈورا پٹ رہا تھا کہ ایک پاگل کنوئیں میں گر پڑا ہے۔ اور مجھے یقین کامل تھا کہ وہ تمہیں ہو"۔

(۴۴۴)

فقیر: کہو یار کیا لائے۔ نان ملے کہ شیر مال؟

فقیر کا بیٹا: خاک دھول۔ بکائن کا پھول"۔

فقیر: وہی مثل ہوئی کہ مانگی روٹی اور ملا پتھر"۔

فقیر کا بیٹا۔ اگر پتھر ملتا تو بھی غنیمت تھا۔ وہاں تو گالیاں۔ جھڑکیاں۔ دھکے اور پتی کتے کا حملہ نصیب ہوا ہے"۔

(۴۴۵)

محمود۔ اماموں مجھ سے پانچ روپے قرض مانگتا ہے۔ کیا اس رقم کا اعتبار کر لوں"؟

حامد۔ ہاں۔ مگر معقول حفاظت اور ضمانت ہونی چاہیئے"۔

محمود: تمہاری رائے میں کیا ہو.....؟"

حامد: یہی ایک زنجیر۔ ایک بڑا مضبوط

قفل۔ ایک ہتھکڑی اور رکھوالی کے لئے ایک زبردست کُتّا"۔

(۴۴۶)

نعیمہ ضد کر رہی تھی۔ اور روئے جاتی تھی۔ ماں نے اُس کا خیال بدلنے کو کہا۔ بیٹی نعیمہ! ذرا کھڑکی سے جھانک کر دیکھو تو سہی۔ شیرا کُتّا جو ابھی گھر سے باہر نکلا ہے۔ کدھر جا رہا ہے؟ نعیمہ کھڑکی سے جھانکنے لگی اور جب کُتّا نظروں سے غائب ہو گیا۔ تو واپس آ کر کہنے لگی۔ امّاں! وہ کیا بات تھی۔ جس کے لئے میں رو رہی تھی؟

(۴۴۷)

موٹر والا:۔ (خفا ہو کر) تم گھوڑے پر سوار ہو کر اس طرح پھرتے ہو۔ جیسے تمام بازار تمہارا ہے"۔

سوار:۔ (جھلا کر) اور تم موٹر والے اِس طرح کار چلاتے ہو۔ جیسے تم کار کے مالک ہو"۔

(۴۴۸)

"جب تمہاری گھڑی فرش پر گری تو ٹھہر گئی ہو گی؟"

"ٹھہرتی نا تو اور کیا کرتی۔ کیا دوڑ کر فرش کے اندر گھس جاتی؟"

(۴۴۹)

انگریز:۔ بیٹی! آج تم کس کے ساتھ سَیر کو گئی تھیں"؟

مِس:۔ کسی کے ساتھ نہیں۔ ابّا! میں تو اکیلی گئی تھی۔ اکیلی جاتی ہوں۔ اکیلی آتی ہوں"۔

انگریز:۔ عجب تماشے کی بات ہے۔ کہ تم گئی تھیں تو تمہارے ہاتھ میں چھتری تھی۔ اور اب آئی ہو تو چھڑی ہے"۔

(۴۵۰)

ایک جنٹلمین ہوٹل میں کھانا کھانے گئے۔ شوربے کی پلیٹ آئی تو اس میں سے پتلون کا بٹن برآمد ہُوا۔

جنٹلمین:۔ (خفا ہو کر) دیکھ یہ کیا بلا ہے؟

خدمتگار۔ حضور! شوربا ایک آنے کا نہ ہوگا تو دو آنے کا ہوگا۔ اس میں سے بٹن نہ نکلتا۔ تو کیا پتلون نکلتی۔ پتلون اگر اچھی ہو تو بیس روپے سے کم میں نہیں بنتی"۔

(۴۵۱)

ایک شخص کے ہاں مہمان آیا۔ بہت دن گزر گئے۔ مگر اُس نے جانے کا نام نہ لیا۔ اہلِ خانہ بہت دق تھے۔ ایک دن میزبان سے

رہا نہ گیا۔ کہا۔ "آپ کے گھر والوں کو آپ کا بہت انتظار ہوگا"۔ مہمان نے کہا۔ "واقعی ہوگا۔ آج تار بھیج کر سب کو یہیں بُلائے لیتا ہوں"۔

(۴۵۲)

صاحب۔ دیکھو ڈیر! تمہارا کُتا بہت شوخ ہے۔ آج دوات اُلٹ کر میرا کوٹ خراب کر دیا۔ کل نکٹائی پھاڑ دی۔ پرسوں جُراب نوچ ڈالی تھی۔ یا اِسے گھر میں رکھو یا مجھے۔ کہو۔ کس کو رکھو گی؟"

میم۔ "کل سوچ کر بتاؤں گی"۔

(۴۵۳)

گلابن تین خاوند کھا چکی ہے۔ چوتھا مولا بخش مختار عدالت تھا۔ اتفاق سے مختار صاحب بیمار ہو گئے۔ مگر مایوسی کی کوئی بات نہ تھی۔

گلابن (رو کر) "مجھے کس پر چھوڑے جاتے ہو؟"

مولا بخش۔ "(جھلا کر) پانچویں پر! کہو تو مختارنامے پر ابھی سے دستخط کر دوں"۔

(۴۵۴)

ولایت میں ایک دولت مند مرنے لگا تو

بیس ہزار پاؤنڈ نقد اور ایک سر بمہر خط اسکول کی ایک معلّمہ کے لئے چھوڑ گیا۔ خط کھولا گیا۔ تو اُس میں یہ عبارت درج تھی:

"بیس سال ہوئے۔ میں نے تم سے شادی کی درخواست کی۔ اور تم نے نامنظور کی۔ پھر میں نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ اِس بیس سال میں جو تکلیف میں نے بیوی کے ہاتھ سے اُٹھائی۔ وہ میرا ہی دل جانتا ہے۔ اگر تم سے شادی ہوتی تو یہی تکلیف مجھے تمہارے ہاتھ سے پہنچتی۔ تم نے احسان کیا کہ شادی نہ کر کے مجھے تکلیف سے بچایا۔ اس شکرانے میں یہ رقم تمہارے لئے چھوڑتا ہوں"۔

(۴۵۵)

ایک شہر میں اِس زور کا طوفان آیا کہ کئی مکان گر گئے۔ ایک شخص سے جس کا مکان بچ گیا تھا۔ پوچھا گیا کہ تمہارا مکان کیونکر نہ گرا؟ اس نے جواب دیا کہ اِس پر قرضے کا بھاری بوجھ تھا۔ اور مکفول تھا۔ غالباً اِس بار نے ہلنے نہ دیا۔

(۴۵۶)

رضیہ "اوں۔ اوں۔ اوں۔ اوں۔۔۔۔"

ماں "بیٹی رضیہ! کیا ہوا۔ روتی کیوں ہو؟"
رضیہ۔ "امّاں۔ اُوں۔ اُوں۔ صبح جب۔ اُوں
اُوں۔ میں کھیل رہی تھی۔ اُوں۔ اُوں۔ تو گر
پڑی اور میرے اُوں۔ اُوں چوٹ لگی تھی"۔
ماں "چوٹ صبح لگی اور روتی اب ہو"۔
رضیہ۔ "اُس وقت میں کھیل رہی تھی۔
فرصت نہ تھی۔ اب فرصت ملی ہے۔ اِس
لئے روتی ہُوں۔ اُوں۔ اُوں"۔

(۴۵۷)

ایک بانکے نوّاب محل سرا میں تشریف رکھتے
تھے کہ اتفاق سے سانپ نکل آیا۔ لگے شور
مچانے۔
نوّاب "ارے بلاؤ کسی مردوے کو"۔
بیگم "آخر تم بھی مرد ہو"۔
نوّاب "شاباش! وقت پر یاد دلایا۔ تو
کسی سے کہو ہماری لاٹھی اُٹھا لائے"۔

(۴۵۸)

ایک عورت عدالت میں گواہی کے لئے
آئی۔
مجسٹریٹ "تمہاری عمر کیا ہے؟"
عورت "تیس سال ہو گی"۔

مجسٹریٹ "سات سال ہوئے کہ تم میرے رُو
برو پیش ہوئی تھیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اُس
وقت بھی تم نے اپنی عمر تیس ہی سال کی بتائی
تھی۔ سات سال گُزر گئے اور اب بھی تم تیس
ہی سال کی ہو"۔
عورت "تو حضور عدالت میں آکر دو مختلف
بیان دُوں۔ اور حلف دروغی میں پکڑی
جاؤں"؟

(۴۵۹)

ایک مسجد میں مولوی صاحب بلند آواز سے
چلّا چلّا کر وعظ کہہ رہے تھے۔ ایک چھوٹا
لڑکا باپ کے ساتھ وعظ سُن رہا تھا۔
لڑکا۔ "ابّا! یہ مولوی صاحب چلّا کیوں
رہے ہیں۔ کیا خدا کو اُونچا سُنائی دیتا ہے۔
مسجد خدا کا گھر ہے۔ اُس کو وعظ سُناتے
ہو نگے"۔

(۴۶۰)

گوالا۔ (گوالن سے) "دیکھو دُودھ میں پانی
نہ ڈالا کرو۔ بلکہ پانی میں دُودھ ڈالا کرو"۔
گوالن۔ "ایک ہی بات ہے"۔
گوالا "نہیں ایک بات نہیں۔ گاہک آتے

ہیں تو ہم قسم کھاتے ہیں۔ کہ دودھ میں پانی نہیں ڈالتے۔ میرا کہنا مانو گی تو ہماری تمہاری قسم جھوٹی نہ ہو گی"۔

(۴۶۱)

ڈاکٹر۔ "کتنے مریض مرے؟"

کمپاؤنڈر۔ "حضور دس"۔

ڈاکٹر۔ مگر نسخے تو ہم نے بارہ لکھے تھے"۔

کمپاؤنڈر۔ بجا ہے۔ مگر دو مریضوں سے ہرچند کہا گیا۔ انھوں نے نسخے بنوانے اور دوا لینے سے انکار کر دیا تھا"۔

(۴۶۲)

پادری۔ کیا تمہارا خاوند مرنے کے لئے تیار تھا؟

بیوہ۔ اگر تیار نہ ہوتا تو جان کا بیمہ کیوں کراتا؟

(۴۶۳)

ایک لنگڑا منطقی ریل کا سفر کر رہا تھا۔ ٹکٹ کلکٹر نے دیکھا تو اُس کے پاس نصف ٹکٹ تھا۔

ٹکٹ کلکٹر۔ "یہ کیا؟ تم تو جوان ہو۔ بچے نہیں۔ پورا ٹکٹ کیوں نہیں لیا"۔

لنگڑا۔ "بھائی! انصاف کرو۔ سالم آدمی کی

دو ٹانگیں ہوتی ہیں۔ میری صرف ایک ٹانگ ہے۔ اس لئے میں نصف آدمی ہوں۔ اور نصف آدمی کو نصف ٹکٹ لینا چاہئے۔ ورنہ مساوات میں فرق آئے گا"۔

(۴۶۴)

ایک کانا تماشا دیکھنے گیا۔ اور کہا میری ایک آنکھ ہے۔ میں دو آنکھوں والوں کے برابر نہیں دیکھ سکتا۔ مجھ سے نصف ٹکٹ لیا جائے۔

(۴۶۵)

ایک منہ پھٹ ظریف تھیٹر میں بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے۔ قریب ہی ایک یہودن بیٹھی تھی۔ عورت نے جمائی لی۔

ظریف۔ بانو! کیا مجھے نگل جاؤ گی؟

یہودن۔ میرے مذہب میں سؤر حرام ہے۔

(۴۶۶)

کمیٹی کا ملازم۔ اس سال بہ نسبت مردوں کے عورتیں زیادہ مری ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں؟

ناخواندہ ممبر۔ سبب ظاہر ہے۔ اس سال

بہ نسبت لڑکوں کے لڑکیاں زیادہ بیاہی گئی
ہونگی ۔

(۴۶۷)

امداد - یار امیر! تمہاری رضائی میں کتنی
روئی ہے ۔
امیر - یہی سیر بھر - نہ کم نہ زیادہ ۔
امداد - تو اس سے سردی کیا خاک جاتی
ہوگی ؟
امیر - نہیں - جس دن سردی زیادہ ہو -
میں اسے دوہری کر لیتا ہوں - اس طرح سیر
کی دو سیر روئی ہو جاتی ہے ۔

(۴۶۸)

ایک شخص کی بیوی نہایت بدمزاج اور بد
شکل تھی - جب مرنے لگی، تو کہا - "میں حیران
ہوں - میرے بعد تم کیونکر زندہ رہو گے"؟
خاوند - اور میں حیران ہوں - کہ تمہاری زندگی
میں میں کیونکر زندہ رہا ۔

(۴۶۹)

ایک شخص اونٹ پر کہیں چلا جا رہا تھا - راستے
میں مذاق کے طور پر ساربان سے کہنے لگا - کہ
میاں جس نام کے آخر لفظ "بان" ہوتا

ہے وہ چھٹا ہوا بدمعاش ہوتا ہے - جیسے پیلبان -
ساربان؟
اونٹ والے نے جواب دیا "ٹھیک ہے
مہربان!"

(۴۷۰)

ایک دیہاتی عدالت میں گواہی دینے آیا ۔
وکیل - دیکھو میاں گواہ! وہی بات بتانا - جو
چشم دید ہو - یعنی آنکھوں سے تم نے دیکھی ہو -
سماعی یعنی سنی سنائی ہرگز نہ بتانا"
دیہاتی "بہت بہتر سرکار" ۔
وکیل "اچھا تو اپنا اور اپنے باپ کا نام
بتاؤ؟"
دیہاتی - میں نہیں بتاتا" ۔
وکیل - وجہ - سبب - باعث - موجب -
جہت -
دیہاتی - (خفا ہو کر) تمہیں تو کہ رہے تھے -
کہ سنی سنائی بات نہ بتانا - میں نے نہ کبھی اپنا
نام دیکھا ہے - نہ اپنے باپ کا - البتہ سنا
ضرور ہے" ۔

(۴۷۱)

پیٹھے شاہ - بھائی نکوڑے شاہ! غمگین کیوں

بیٹھے ہو"؟

نکوڑے شاہ "کیا بتاؤں۔ رات چور آئے تھے۔ سب جاگ اُٹھے۔ وُہ بھاگ گئے۔ اور مُفت میں بے عزّتی ہُوئی۔ بھرم جاتا رہا۔

پیٹھے شاہ "وُہ کیونکر"؟

نکوڑے شاہ "چور کہتے ہونگے کہ ایسے نامور آدمی کے گھر گئے تھے۔ مگر کچھ نہ ملا"۔

(۴۷۲)

بیوی۔ کیوں میاں! تمہاری سالگرہ کس دن ہوگی؟

میاں۔ اِس سال نہ ہوگی۔

بیوی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کبھی؟ تم ہنسی کرتے ہو۔

میاں۔ سچ کہتا ہُوں۔ اس سال نہ ہوگی۔ نہ اگلے سال۔ نہ اُس سے اگلے سال۔ یعنی تین سال نہ ہوگی۔ کیونکہ مَیں (۲۹) اُنتیس فروری کو پیدا ہؤا تھا۔

(۴۷۳)

بہاری لال "لالہ تارا چند! تمُ نے اپنے بیٹے کو وکیل کیوں بنایا۔ کیا کوئی اور پیشہ نہ تھا؟"

تارا چند۔ بھائی کیا کروں۔ اُسے جھوٹ بولنے کی بچپن سے عادت تھی۔

(۴۷۴)

سب جج۔ وکیل صاحب! کیا سوچ رہے ہیں؟

وکیل۔ جناب! مَیں سوچ رہا تھا کہ کاش مَیں بھی گدھا ہوتا۔

سب جج۔ (حیران ہوکر) وُہ کیوں؟

وکیل۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ جتنے سب جج ہیں اُن میں سے اکثر گدھے ہیں۔

(۴۷۵)

ایک اندھے نے ایک ایسی عورت سے شادی کی۔ جو حد سے زیادہ بد شکل تھی۔

بیوی۔ کاش تمہاری آنکھیں ہوتیں اور تم میری خوبصورتی دیکھ کر حیران ہوتے!

اندھا۔ مَیں پہلے ہی حیران ہُوں کہ خوبصورت عورت نے اندھے سے کیونکر شادی کی۔ آنکھوں کی ضرورت نہیں۔

(۴۷۶)

جنگ عظیم کے ایام میں پیٹھے شاہ فوج میں بھرتی ہوکر محاذ پر گئے۔ اور اختتام

جنگ پر ڈسچارج ہو کر گھر آئے۔ وہ اکثر اپنی بہادری کی تعریفیں کیا کرتے تھے ۔

ہمسایہ۔ کیوں حضرت شاہ صاحب! آپ نے کیا بہادری کی ؟

پیٹھے شاہ۔ کوئی درجن بھر آدمیوں کی ٹانگیں کاٹی ہونگی ۔

ہمسایہ۔ ٹانگیں کاٹیں! سر کیوں نہ کاٹے ؟

پیٹھے شاہ۔ اِس کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اُن کے سر پہلے ہی کٹے ہوئے تھے ۔

(۴۷۷)

ایک میم صاحبہ نے تصویر کھچوائی اور اِترا کر اپنے شوہر کو دکھائی۔ میم بڑی کلّہ دراز عورت تھی ۔

میم۔ دیکھو! کیسی اچھی تصویر ہے۔ بھلا بتاؤ تو اِس میں اور مجھ میں کیا فرق ہے۔ ہُو بہُو مَیں ہُوں۔ کہ نہیں ؟

صاحب۔ مجھ سے پُوچھتی ہو تو یہ تم نہیں ۔

میم۔ کیوں۔ مَیں کیوں نہیں ؟

صاحب۔ تمہاری زبان جامۂ صبر کے لئے مقراض ہے۔ اور یہ بے زبان اور خاموش ۔

(۴۷۸)

ایک ہندو اور مسلمان کی آپس میں دوستی تھی۔ ایک دن وہ دونوں چلے جا رہے تھے۔ راستے میں ہندو نے اپنے دوست مسلمان سے کہا کہ مسلمانوں کے بڑے مزے ہیں۔ بڑھے تو امیر، گھٹے تو فقیر اور مرے تو پیر۔ ہم ہندوؤں کے لئے سخت مصیبت ہے۔ بڑھے تو سپوت، گھٹے تو کپوت، اور مرے تو بھوت ۔

(۴۷۹)

ایک مولوی صاحب کی بیوی کی جُوتی گم ہو گئی۔ وہ مولوی صاحب کے پاس آئی۔ اور بولی کہ میری جُوتی نہیں ملتی۔ مولوی صاحب خُدا جانے کس خیال میں تھے۔ ہُوں کر کے چُپ ہو گئے ۔

بیوی۔ سنتے بھی ہو۔ میری جُوتی گم ہو گئی ۔

مولوی۔ لانا تو کوئی لُغت کی کتاب۔ جیم کی تختی میں مِل جائے گی۔ گھبراتی کیوں ہو ؟

(۴۸۰)

مرد۔ میاں صرّاف! جو انگوٹھی میں نے منگنی کے لئے خریدی تھی۔ وہ واپس لے لو ۔

صرّاف۔ کیوں خیر تو ہے۔ کیا انگوٹھی تمہارے

سسرال والوں کو پسند نہیں آئی ؟

مرد - انگوٹھی تو پسند آگئی - میں ہی پسند نہیں آیا ٭

—(۴۸۱)—

ڈاکٹر - کیا تمہارا کوئی غریب رشتہ دار ہے ؟

مریض - ہوگا - مگر میں اُسے نہیں جانتا ٭

ڈاکٹر - کیا تمہارا کوئی دولت مند رشتہ دار ہے ؟

مریض - ہوگا - مگر وُہ مجھے نہیں جانتا ٭

—(۴۸۲)—

ایک شیخ صاحب نے اپنے ایک جُلاہے دوست سے جس کا لڑکا انگریزی پڑھنے لگا تھا - پُوچھا - فرمائیے! آج کل صاحبزادے کا کیا شغل ہے ؟"

دوست " ابھی تو انگریزی پڑھتا ہے ٭

شیخ صاحب " کچھ لائق بھی ہے ؟"

دوست " آثار تو بہت اچھے نظر آتے ہیں" ٭

شیخ صاحب " وہ کیونکر ؟"

دوست " کھڑے کھڑے پیشاب کر دیتا ہے ٭

—(۴۸۳)—

تاج سُلطانہ کا بھائی تصویر احمد کہیں سے

ابابیل پکڑ لایا ٭

تاج - غریب ابابیل کو چھوڑ دو - ورنہ بد دُعا دے گی ٭

تصویر - واہ آپا! بد دُعا کیونکر دیگی - میں نے اُس کا علاج پہلے ہی کر لیا ہے - اُس کی چونچ ایک ڈورے سے کس کر باندھ دی ہے - اور مُنہ بند ہے ٭

—(۴۸۴)—

میاں بیوی بازار میں جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک مست بھینسا ڈکارتا ہُوا آیا ٭

میاں - (گھبرا کر) بیوی - بیوی! جلدی کرو - اور میرے آگے ہو جاؤ - بیوی! کھڑی ہوئی کیا سوچ رہی ہو - مجھے اپنے پیچھے کر لو - میری سُرخ واسکٹ دیکھ کر بھینسا پاگل ہو گیا ہے ٭

—(۴۸۵)—

مجسٹریٹ " کیا کام کرتے ہو ؟"

ملزم " گھڑی ساز ہوں" ٭

مجسٹریٹ " کیا روز کماتے ہو ؟"

ملزم " میری یومیہ آمدنی دس بیس روپے ہے" ٭

مجسٹریٹ " (حیران ہو کر) گھڑی مرمّت کرکے

انتا کیونکر کما سکتے ہو؟"

ملازم۔ "جناب! گھڑی مرمت نہیں کرتا۔ جب کوئی گھڑی آتی ہے تو میں دُکان بند کر کے پھر نہیں ملتا۔ اور اس طرح کبھی دس۔ کبھی بیس روپے آ جاتے ہیں"۔

(۴۸۶)

مالک مکان کرایہ دار سے کرایہ وصول کرنے گیا۔ کرایہ دار کی بیوی نے اُسے صرف ایک روپیہ دیا۔

مالک مکان۔ بڑی بی! تین ماہ کا کرایہ پندرہ روپے تمہارے ذمے ہے۔ تم صرف ایک روپیہ دے رہی ہو۔

کرایہ دار کی بیوی۔ ایک روپیہ بھی میرے بڈھے نے تمہارے اس مکان کی تین کھڑکیوں کے دروازے بیچ کر دیا ہے۔ اس وقت یہی غنیمت سمجھو۔ اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔ جاؤ۔ جاؤ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ۔

(۴۸۷)

ڈاکٹر صاحب آئے۔ تو مریض رونے لگا۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔

ڈاکٹر۔ میرے دوست! حوصلہ کرو۔ تم اچھے

ہو جاؤ گے۔

مریض۔ (ہچکیاں لے کر) نہیں جناب! میں اپنے لئے نہیں روتا۔ میں تو اُن روپوں کو رو رہا ہوں۔ جو آپ کو دینے پڑیں گے۔

(۴۸۸)

لڑکا۔ میاں جانے والے! کیا وقت ہے؟

راہرو۔ دس بجے ہیں۔

ماں۔ بیٹا! جب اُس شریف مرد نے تم سے کہا تھا۔ کہ دس بجے ہیں تو تم کو کہنا چاہیے تھا۔ "شکریہ جناب"۔

لڑکا۔ اگر وُہ کہتا کہ ساڑھے دس بجے ہیں۔ تو پھر میں کیا کہتا؟

(۴۸۹)

ثریا کو اُس کی ماں مسز ارشاد نے ایک روپیہ دیا۔ اور کہا۔ جا اس میں سے بلی کے لئے دُودھ لے آ۔ ثریا پیالہ لے کر واپس آئی۔ اور ماں کو چار آنے واپس دئے۔ مسز ارشاد نے حیران ہو کر پیالے کی طرف دیکھا۔

مسز ارشاد۔ اری دُودھ کے بارہ آنہ دے آئی۔ اس پیالے میں تو سیر سے زیادہ دودھ نہیں آتا۔ اور تجھے بلی کے لئے پاؤ بھر دُودھ

لانا تھا۔ بات کیا ہے نالائق زیادہ پیسے دے آئی؟

ثریا۔ نہیں امّاں! زیادہ پیسے نہیں دِئے۔ اِس پیالے میں پاؤ بھر دودھ اور سیر بھر ملائی ہے۔ دودھ بلّی کے لئے اور ملائی اپنے اور ابّا کے لئے۔ بلّی کھائے اور مَیں اور ابّا نہ کھائیں ٭

(۴۹۰)

اُستانی۔ دیکھو رضیہ! تم نے بہت بُرا کیا کہ چچی جان سے جھوٹ بولا۔ تمہارا ضمیر تمہیں ملامت کر رہا ہوگا ٭

رضیہ۔ نہیں اُستانی جی! چچی جان نے اُسے سچ سمجھ کر یقین کر لیا ہے ٭

(۴۹۱)

عزیز بہت کام چور تھا۔ کام کرنا اُس کے لئے وبالِ جان تھا۔ اُس کا ہمسایہ اشفاق اُسے بینک لے گیا۔ اور چپراسی کی نوکری دلا دی۔ تین دِن کام کرکے چوتھے دِن وہ خزانچی کے پاس گیا۔ اور ایک ہفتے کی تنخواہ مانگی ٭

خزانچی۔ (حیران ہو کر) ارے بھائی! ہوش کی دوا کر۔ ابھی تجھے آئے تین دِن ہوئے ہیں۔ اور ایک ہفتے کی تنخواہ مانگتا ہے ٭

عزیز۔ کیوں نہ مانگوں۔ مَیں نے تین دن تم پر اعتبار کرکے کام کیا ہے۔ چار دن کا تم مجھ پر اعتبار کرو۔ اور ایک ہفتے کی تنخواہ میرے حوالے کرو ٭

(۴۹۲)

سپاہی نے خفا ہو کر شریر لڑکے کا بازو پکڑ لیا۔ اور چیخ کر کہا ٭

سپاہی۔ تم نے غریب "کتّے" کی دُم سے ٹین کیوں باندھا؟

لڑکا۔ پھر تمہیں بتاؤ۔ اور کس سے باندھوں؟

(۴۹۳)

بیوی۔ ایمان سے کہتے ہو۔ تمہیں مجھ سے بہت محبت ہے ٭

میاں۔ اگر محبت نہ ہوتی تو تمہاری بے مطلب بک بک اور جھک جھک کیوں دِن رات بیٹھا سُنا کرتا؟

(۴۹۴)

ڈاکٹر۔ نکوڑے شاہ صاحب۔ اب آپ کی لڑکی جاؤ ماؤ کا کیا حال ہے؟ مَیں نے جو گولیاں اُس کے لئے دی تھیں۔ اُن سے ضرور فائدہ ہوا ہوگا ٭

نکوڑے شاہ - جی ہاں بہت فائدہ ہوا - تمام دن اُن گولیوں کو بتوز سمجھ کر اُن سے کھیلتی رہی - اور اب بھی کھیلا کرتی ہے - کھاتی نہیں ٭

(۴۹۵)

ڈاکٹر - بانو! کیا تمہارا خاوند شراب پیتا ہے؟

عورت "نہیں بالکل نہیں - ہاں اگر کوئی پلائے تو پی لیتا ہے"٭

(۴۹۶)

دکاندار "ارے نوکر! تو بڑے ڈاک خانے سے پوسٹ کارڈ خریدنے اتنی دور کیوں گیا - دو قدم پر تو چھوٹا ڈاک خانہ ہے - وہاں سے کیوں نہ خریدے؟"

نوکر "جناب! اس چھوٹے ڈاک خانے کا بابو جب ہماری دکان سے سودا نہیں خریدتا تو ہم اُس کے ڈاک خانے سے ٹکٹ کیوں خریدیں؟"

(۴۹۷)

نرس "تمہارے خاوند کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے"٭

عورت "خدا کا شکر ہے کہ صرف ٹوٹی ہے -

دو ٹکڑے تو نہیں ہوئی"٭

(۴۹۸)

ایک ریل گاڑی بہت سست رفتار سے جا رہی تھی - اور بار بار ٹھہرتی تھی ٭

مسافر - (از راہِ مذاق چلا کر) میاں گارڈ! اگر اجازت دو - تو اُتر کر میں پھول چن لوں ٭

گارڈ - (از راہِ مذاق) یہاں پھول کہاں ہیں - یہاں تو اُن کا نام و نشان تک نہیں ٭

مسافر - کچھ مضائقہ نہیں - میرے پاس بیج کا بکس ہے - میں بیج بوتا ہوں - گاڑی کے چلنے سے پہلے درخت اُگ کر پھول نکل آئیں گے ٭

(۴۹۹)

مسافر - (ہوٹل کے خدمتگار سے) ارے بھئی! یہ کس چیز کا مربا ہے - آم کا ہے کہ رنگترے کا؟

خدمتگار - چکھ کر دیکھ لیجیے ٭

مسافر - میں نے چکھا ہے - خدا جانے آم کا ہے کہ رنگترے کا - میں تمیز نہیں کر سکا ٭

خدمتگار - تو پھر ناحق دماغ سوزی کرتے ہو - کھائے جاؤ چپکے سے ٭

(۵۰۰)

باپ - خدا جانے میری کلائی کی گھڑی کو کیا ہو گیا - وقت ٹھیک نہیں دیتی - گھڑی ساز کو دُونگا کہ صاف کر دے ؛

لڑکا - (جس کی عمر چار سال کی تھی) ابّا! صفائی کی ضرورت نہیں - کل میں نے اسے غسل خانے میں ایک گھنٹہ دھویا - اور پانی میں رکھا تھا ؛

(۵۰۱)

بیگم - ماما! تم نوکری چاہتی ہو - میرا خاوند بہت احتیاط سے ماما رکھا کرتا ہے - کیا تم مہربان اور وفادار ہو؟

ماما - بانو! مجھے تمہارے بچّہ کو کھلانا ہے کہ تمہارے میاں کو ؛

(۵۰۲)

باپ - بیٹا! آج جمعہ ہے - لوگ نماز پڑھنے مسجد جائیں گے - یہاں نہ کھیلو - جمعے کو بازار میں نہیں کھیلا کرتے - لوگ کیا کہیں گے - اگر کھیلنا ہے - تو پچھواڑے باغ میں چلے جاؤ ؛

لڑکا - تو کیا ابّا! باغ میں آج جمعہ نہیں اور کوئی دن ہے؟

(۵۰۳)

خاوند - بیگم! آج دفتر میں کام کرتے کرتے تھک گیا ہوں - اس وقت بہت بھوک لگ رہی ہے - کیا کھانا تیار ہے؟

بیوی - نہیں جناب! آج تنور جانا پڑیگا - مجھ سے آٹے کے ٹین کی کنجی ٹوٹ گئی ہے ؛

(۵۰۴)

پوتا - دادی امّاں! تم یہ کیسا کلچہ بازار سے لائی ہو؟

دادی - کیوں بیٹا! کیا ہوا؟

پوتا - اِس میں سے مکھی نکلی ہے ؛

دادی - ایک ٹکے کا تو کلچہ ہے - اِس میں سے مکھی نہ نکلتی تو کیا ہاتھی نکلتا ؛

(۵۰۵)

کانشی رام سب جج نے مُقدمے کی سماعت کرتے ہوئے ایک ابتدائی تنقیح کا فیصلہ ایک نئے وکیل کے خلاف سُنایا - وکیل نے اُسی سال وکالت کا لائسنس لیا تھا - اس لئے اُسے غصّہ آگیا - اُس نے سُرخ ہو کر جج سے کہا - آپ کا فیصلہ سُن کر مَیں سخت حیران ہوں - اُس نوجوان وکیل کے ساتھ اِس مقدمے میں

ایک پُرانا تجربہ کار وکیل بھی تھا۔ اِس خوف سے
کہ مبادا جج ناراض ہوکر مُقدّمے کو خراب کردے۔
فوراً بول اُٹھا کہ حضُور میرے دوست کو ابھی
تجربہ نہیں۔ اور نوعمر ہے۔ جب تجربہ ہو جائے گا۔
اور میرے برابر عمر ہو جائے گی تو آپ کی تمام
کارروائیوں سے ہرگز حیران نہ ہوگا ۔

(۵۰۶)

تھانیدار۔ کیا تمہاری گھڑی جو چوری گئی
ہے۔ قیمتی ہے؟
مستغیث۔ خیر۔ گھڑی تو چنداں قیمتی نہ تھی۔
لیکن زنجیر کے لاکٹ میں چار ٹکٹ ایک ایک
آنے کے تھے ۔

(۵۰۷)

مولوی۔ شیخ جی! سُنا ہے۔ کہ لاٹری تمہارے
نام نکلی ہے۔ اور خدا نے غیب سے تمہیں
مال دیا ہے۔ کچھ ہمیں بھی تو دو ۔
بخیل۔ واہ اچھی کہی۔ خدا نے جو کچھ مجھے
دیا ہے۔ وُہ خدا کا مال ہے۔ وہ تمہیں کیونکر
دُوں۔ اگر مَیں نے خیانت کی۔ تو خداوند کریم
آئندہ مجھ پر کب اعتبار کرے گا ۔

(۵۰۸)

بچہ۔ اماں! میرے پاؤں پر ویزلین نہ لگاؤ ۔
اماں۔ کیوں بیٹا! کیوں نہ لگاؤں؟
بچہ۔ یہ چکنی ہے۔ اگر مَیں بستر سے پھسل
پڑا۔ تو پھر کیا ہوگا؟

(۵۰۹)

تھانیدار۔ پنڈت جی! کیونکر آئے؟
پنڈت۔ مہاراج! ذرا اُس چور کو بلاؤ۔
جس نے میرے گھر میں نقب لگائی ہے ۔
تھانیدار۔ اِسی وقت رات کو؟
پنڈت۔ جی ہاں۔ مَیں اُس سے یہ دریافت
کرنا چاہتا ہُوں کہ وُہ میری بیوی کو جگائے
بغیر گھر میں کس طرح گھُس آیا۔ یہ تو مجھے کم
سے کم بتا دے ۔

(۵۱۰)

ماسٹر۔ (جماعت کی طرف مخاطب ہوکر) لڑکو!
بتاؤ۔ اکبر کون تھا۔ اور کب مرا؟
لڑکا۔ جناب اکبر اپنے باپ کا بیٹا تھا۔
جب موت آئی۔ مر گیا ۔

(۵۱۱)

رضیہ۔ اماں! تم پُلاؤ روز کیوں نہیں پکاتیں؟

والدہ - بیٹی! جو چیز روز روز ہو - اُس سے طبیعت اُکتا جاتی ہے - اور وہ مزہ نہیں دیتی ؛

رضیہ - اے اماں! یہ بھی کوئی بات ہے - تو پھر تم ہمیں کیوں تاکید کرتی ہو کہ نماز ہر روز پڑھا کرو؟

(۵۱۲)

بڑھیا - میاں قصائی! مجھے گوشت کا چھوٹا سا ٹکڑا چاہیئے - مگر خیال رہے کہ اس میں نہ تو سخت ہڈی ہو - نہ چبنی ہڈی اور نہ چربی ؛

قصائی - بڑی بی! معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں انڈا درکار ہے - میں انڈے نہیں بیچتا - اگلی دُکان سے پوچھو ؛

(۵۱۳)

ایک عورت نے مار پیٹ کا استغاثہ کیا - مجسٹریٹ نے پوچھا - کوئی گواہ بھی ہے؟ عورت نے فوراً مٹھی بھر سر کے بال میز پر رکھ دئے - مجسٹریٹ نے جھٹ سمن جاری کر دئے ؛

(۵۱۴)

پولیس نے گوجر کا چالان اس قصور پر کیا - کہ اُس نے پانی ملا کر دودھ بیچا ہے ؛

مجسٹریٹ - گوجر! تمہاری صفائی کیا ہے؟

گوجر - میری صفائی میرا بیان ہے - کہ گزشتہ ہفتے سے مَیں نے گائیں اور بھینسیں چراگاہ میں چھوڑ رکھی ہیں - بارش شدت سے ہوئی ہے - وہ بھیگ گئی ہونگی - پانی کھال سے گزر کر اُن کے پیٹ میں داخل ہوگیا - اور دُودھ میں رل گیا ہوگا ؛

(۵۱۵)

ماسٹر - چھ حرفوں کا وہ کونسا لفظ ہے - جو سین سے شروع اور الف پر ختم ہوتا ہے؟

شاگرد - وہ میری زبان پر پھر رہا ہے ؛

ماسٹر - تو افسوس ہے - وہ "سنکھیا" ہے ؛

(۵۱۶)

مریض - ڈاکٹر صاحب! تم نے مجھے موت سے بچا لیا ؛

ڈاکٹر - بھائی خدا نے بچایا - مَیں کون ہوں؟

مریض - (خوش ہو کر) بہت خوب، تو گویا مجھے آپ کو فیس نہ دینی چاہیئے ؛

(۵۱۷)

طالب ملازمت - مجھے نوکری چاہیئے ؛

دکاندار - بھائی! تم میرے کام کے نہیں - مجھے تو ایسا خدمتگار چاہیئے - جو ہر وقت موجود

رہے۔ سب کام کر سکے۔ رات کو نہ سوئے۔
اگر سوئے۔ تو ایک آنکھ کھلی رہے ٭

طالب ملازمت۔ بے شک یہ مجھ سے نہیں
ہو سکتا۔ لیکن اِس قسم کے مُلازم کا میں پتہ دے
سکتا ہُوں ٭

دُکاندار۔ آپ کا شکریہ۔ وُہ کون ہے؟

طالب ملازمت۔ میری جورُو ٭

(۵۱۸)

ڈاکٹر۔ (مریض کے کمرے سے نکل کر) بڑی بی!
مبارک ہو۔ مریض کی حالت یکایک بدل گئی۔
اب وُہ رُو بصحت ہے۔ اُمید ہے کہ چند ہفتوں
میں چلنے پھرنے لگے گا ٭

بڑی بی۔ تو پہلے کہا ہوتا۔ آپ کے کہنے
پر کہ مریض کی حالت نازک ہے۔ وُہ نہیں بچے
گا۔ مَیں نے اس کا تمام اسباب اور کپڑے
فروخت کر دیئے ہیں۔ اب کیا کیا جائے؟

(۵۱۹)

خریدار۔ مجھے ایک گھڑی مطلوب ہے ٭

دکاندار۔ کیسی گھڑی۔ کلائی کی یا جیبی ٭

خریدار۔ اجی نہیں۔ پُرانے فیشن کی پیٹ
کی گھڑی ٭

(۵۲۰)

ایک بخیل کو جسے ڈاکٹری فیس دینا منظور نہ
تھا۔ اتفاقاً راہ چلتے ہوئے ڈاکٹر صاحب مل گئے۔
اُس نے اِس اتفاق سے فائدہ اُٹھانا چاہا ٭

بخیل۔ جناب ڈاکٹر صاحب! مَیں سوتا ہوں۔
تو میرا منہ کُھلا رہتا ہے۔ کوئی علاج بتایئے ٭

ڈاکٹر۔ بخیل صاحب! آپ کے چہرے کا چمڑا
بہت چھوٹا ہے۔ اِس لئے جب آپ آنکھیں
بند کرتے ہیں۔ تو منہ خود بخود کُھل جاتا ہے۔
پس آپ کا مرض لاعلاج ہے ٭

(۵۲۱)

لکھنؤ کے ایک مشہور شاعر ایک شادی کی محفل
شریک تھے۔ کھانے دانے سے فراغت پا کر تھالی
میں چاندی کے ورقوں میں لپٹے ہوئے پان آ گئے۔
میزبان ہر ایک کے سامنے جُھک کر تھالی پیش
کرتا تھا۔ جب تھالی شاعر صاحب کے سامنے آئی
(جو حاضرین کو اپنے اشعار سے محظوظ کر رہے تھے)
تو ہنس کر فرمایا۔ "صاحب! مَیں پان نہیں کان
کھایا کرتا ہوں" ٭

(۵۲۲)

خریدار۔ میری چندیا پر بال نہیں۔ کوئی ایسا

"فیروز سنز" کی
تازہ ترین کتب

عرب - اسکیمو وغیرہ
اس سلسلہ میں عرب - اسکیمو -
افریقہ کے حبشی - جاپانی -
ریڈ انڈین اور انگریز نہایت دلچسپ
اور مفید کتابیں ہیں۔ جن میں ان
ملکوں کے حالات اور جغرافیائی
ماحول کو دلچسپ انداز میں بیان کیا
گیا ہے۔ باتصویر۔ ہر کتاب الگ الگ

فرصت کے کھیل
فرصت کی گھڑیوں میں
ردی چیزوں سے نئے نئے
کھلونے بنانے کی آسان ترکیبیں
دلچسپ انداز میں درج کی گئی
ہیں۔ باتصویر۔ منظور شدہ
محکمہ تعلیم پنجاب۔ قیمت
علاوہ محصولڈاک

بچوں کے گیت
بچوں کی سادہ اور سلیس زبان میں بچوں
کے لئے ہلکے پھلکے ننھے منے دلچسپ
گیت اور نظمیں۔ منظور شدہ محکمہ تعلیم
پنجاب۔ قیمت پائی

محاورات نسواں
منظور شدہ

زنانہ محاورات اور ضرب الامثال کا
مجموعہ جس کے ایک ایک ورق پر دلی
اور لکھنؤ کی بیگمات اور قلعہ معلیٰ کی
ٹکسالی زبان کے جواہر پارے چمکتے
نظر آتے ہیں۔ قیمت
پائی

بچوں کی نظمیں
یعنی
چھوٹے بڑے لڑکے اور لڑکیوں
کے لئے اخلاقی۔ سبق آموز اور نئے
دل کش نظموں کا بے نظیر مجموعہ
قیمت ایک روپیہ آنے

نرالا چور
چوہوں کے متعلق ایک دلچسپ
کہانی جسے پڑھ کر آپ ہنستے
ہنستے لوٹ پوٹ ہو جائیں گے۔
نہایت دلچسپ انداز میں
قیمت

بھیڑوں کی برکت
قیمت
کس طرح ایک کنگال لڑکا بھیڑوں کی
برکت اور اپنی محنت سے مالدار بن گیا

بھالو
(ریچھ کے متعلق کہانی)
جس میں ایک بچے نے
سراغرسانی کے حیرت انگیز کارنامے
سرانجام دئے۔ قیمت

ملنے کا پتہ

"فیروز سنز" پرنٹرز اینڈ پبلشرز۔ لاہور

تیل دو کہ بال اُگ آئیں ۔
دُکاندار ۔ تیل حاضر ہے۔ مگر لگے ہاتھ بُرش اور کنگھا بھی لے لیجئے ۔

(۵۲۳)

بجلی کا مستری اور قلی کنکشن دیکھنے آئے ۔
مستری ۔ قلی! دو تار ہیں ۔ اُن میں سے ایک کو ہاتھ لگاؤ ۔ قلی نے تعمیل کی ۔
مستری ۔ کہو ۔ کچھ معلوم ہوتا ہے؟
قلی ۔ کچھ بھی نہیں ۔
مستری ۔ تو خبردار! دوسرے کو ہاتھ نہ لگانا۔ ورنہ مر جاؤ گے ۔ مَیں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کونسا تار خطرناک ہے ۔

(۵۲۴)

آوارہ گرد ۔ صاحب! مجھے مدد دیجئے ۔ میرے پاس کچھ نہیں ۔ اور میرا پیشہ بھی کئی سال تک بند رہے گا ۔
پیر مرد ۔ تمہارا پیشہ کیا ہے"؟
آوارہ گرد ۔ "مردم شماری کے نقشے جمع کرنا" ۔

فیروز پرنٹنگ ورکس ۷۵ سرکلر روڈ لاہور با ہتمام عبدالحمید خان منیجر پرنٹر کے چھپا